سب کو مقبول ہے دعوےٰ تیری یکتائی کا
روبرو کوئی بت آئینہ سیما نہ ہوا

شانِ ربُّ العالمین

محمد صادق سیالکوٹی

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (پ ۲۴)

کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اُٹھتے ہیں حجاب آخر

شانِ ربُّ العالمین

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، ولیوں، بزرگوں، شہیدوں، صدیقوں اور نبیوں کی اپنی اپنی شان اور بزرگی ہے لیکن اِن بزرگ ہستیوں کو مرتبے اور شانیں عطا کرنیوالے اللہ رب العزت کی بھی ضروری شان ہے اس رسالہ میں اللہ ربُّ العالمین کی صفات اور شانِ لم یزل اختصار سے بیان کی گئی ہے۔

از

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی

مصنف:۔ صلوٰۃ الرسولؐ ۔ تجلیات رمضان ۔ ریاض الاخلاق ۔ انوار التوحید ۔ اعجاز حدیث سبیل رسولؐ ۔ حج مسنون ۔ سید الکونینؐ ۔ ریاض الاربعین ۔ بستان الاربعین ۔ دائی بطلمکے ارشادات صلوٰۃ الزکوٰۃ ۔ قرآنی شعیں ۔ جماعت و ائی بطماء ارشادات حضرت شیخ جیلانی ۔ ضرب حدیث بیاض تقی کوثر وغیرہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

مکتبہ نعمانیہ
اُردو بازار گوجرانوالہ

قیمت

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (پ ۲۷)

نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

حمد و ستائش درحقیقت اللہ رب العزت کے لئے ہے کہ جس کے لئے ازل ہے اور ابد ہے۔ جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔ جس کے لئے نہ موت ہے نہ فنا ہے۔ جو اپنے کاموں، فعلوں اور صفتوں کے لحاظ سے اتنا ظاہر ہے۔ کہ

کوئی بھی اتنا ظاہر اور واضح نہیں ۔ سورج ۔ چاند ۔ ستارے ۔ آسمان ہوا ۔ بادل ۔ بارش ۔ زمین ۔ سمندر ۔ دریا ۔ پہاڑ ۔ اور بے شمار پیداوار لاتعداد اقسام کی مخلوق اور سب کی ربوبیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے ۔ کہ اللہ ظاہر ہے ؎

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب

خدائے لم یزل کو کوئی سمجھ نہیں سکتا ۔ اس کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا ۔ وہ کسی کے وہم ، گمان ، خیال اور عقل و فکر میں آ نہیں سکتا ۔ کہ وہ اتنا باطن اور پوشیدہ ہے ۔ کہ اس سے بڑھ کر کوئی شے پوشیدہ اور مخفی نہیں ؎

تجھے اس سے زیادہ کوئی سمجھا ہی نہیں سکتا
خدا وہ ہے جو حدِ عقل میں آ ہی نہیں سکتا

بیشک وہ ظاہر ہے ۔ باطن ہے ۔ نرالی صفتوں والا ہے ۔ خالق ہے ۔ مالک ہے ۔ رازق ہے ۔ ربّ ہے ۔ حیّ و قیوم ہے ۔ زندہ کرتا اور مارتا ہے ۔ سب مخلوق اس کے حضور عاجز و مجبور ہے ۔

کوئی اس کے آگے دم نہیں مار سکتا۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ ذات کے ہاتھ میں سب کی پیشانیاں ہیں۔ وہ معبودِ برحق ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں ؎

جنابِ حضرتِ حق را دوئی نیست
درآں حضرت من و ما و توئی نیست

اگر وہ ہوا سے آکسیجن ناپید کر دے۔ تو دو چار منٹ میں تمام نوعِ انسان ہلاک ہو جائے۔ کوئی ذی روح زندہ نہ رہے ایسے ہی اگر زمین میں پانی خشک کر دے۔ پینے کے لئے پانی نہ ملے۔ اگر رزق بند کر دے۔ زمین سے پیدا نہ ہو۔ تو بھی۔ کیا اشرف المخلوق انسان اور کیا ہر حیوان سب ہی نیست و نابود ہو جائیں۔ جنوں۔ فرشتوں اور انسانوں میں کوئی بھی ہو پانی اور رزق نہ لا سکے۔ پھر کتنی عاجز۔ مجبور۔ اور محتاج ہے۔ مخلوق اور کتنا قادر۔ توانا اور بے نیاز و بے احتیاج ہے رب العالمین۔ اللہ واحد القہار۔ مولانا حالیؒ نے سچ فرمایا ہے ؎

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں

نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرستش ہے رہباں واحبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار واحرار کی واں

خالق لایزال نے رنگا رنگ کی مخلوق بنائی۔ اور اسے طرح طرح کی خوبیاں بخشیں۔ اور پھر اسے انسان کی خدمت میں لگا دیا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ (پ۱ ع۳)

وہی (اللہ) ہے۔ جس نے پیدا کیا تمہارے (نفع) کے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب"

یعنی ساری مخلوق انسان کی خدمت اور اسے نفع پہنچانے کے لئے پیدا کی۔ اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ جس طرح تمام مخلوق اپنے اندر مختلف قسم کی اچھائیاں اور خوبیاں رکھتی ہے۔ ایسے ہی یہ اشرف المخلائق انسان بھی بڑے بڑے مرتبوں پر فائز ہیں۔ روحانی، مادی، عقلی خوبیوں اور اچھائیوں کے خلعت سے نوازا گیا ہے۔ ایک طرف اگر اس نے مادی ترقی کر کے کائنات کو مسخر کر رکھا ہے۔ تو دوسری طرف روحانی ترقی کا یہ عالم ہے۔ کہ نبوت اور رسالت کے مقام تک باذنہٖ پہنچ گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس کی

بخشش ہے۔

مذہبی ۔ اخلاقی اور روحانی دُنیا میں انسان کی ترقی کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی پُرخلوص عبادت اور اطاعت پر ہے جُوں جُوں انسان اس کی عبادت میں خلوص و تقویٰ سے ترقی کرتا ہے، اس کی شان اور مرتبہ خدا کے ہاں بڑھتا ہے نبوت مرتبہ عطائی اور وہبی ہے ۔ اور نبی کی اُمت نبی کا اتباع کرکے ۔ کسب اعمال سے مراتب پاتی ہے ۔ اور مرتبوں اور درجوں کی کمی بیشی صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ فلاں بزرگ اس کے کتنا نزدیک ہے ۔ اور فلاں کتنا قریب ہے ۔ کیونکہ قرب اعمال سے ملتا ہے ۔ اور اعمال کی کیفیت صرف اللہ ہی جانتا ہے ۔

پھر ہم نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کی شان بیان کرتے ہیں ۔ ولیوں اور بزرگوں کے درجے گنواتے ہیں ۔ بے شک نبی، صدیق، شہید اور اولیاء اللہ کی اپنی اپنی شان ہے ۔ لیکن ان نیک ہستیوں کو درجے اور شانیں عطا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بھی ضرور شان ہے ۔ اور وہ ایسی نرالی شان ہے ۔ کہ اس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ہے پس اس کتاب میں ہم اللہ تعالےٰ کی اختصار سے شان بیان کرتے ہیں ۔ تاکہ مسلمان بھائی اسے پڑھ کر اللہ رب العالمین

پر ہزار جان سے قربان ہوں۔ اس سے لو لگائیں۔ اور اس کی رضا اور خوشنودی میں زندگی گزار دیں۔ کہ یہی مقصود حیات ہے۔

تیغِ لاؔ[لہ] بر فرقِ غیر خود براند
در نگر پس کہ بعد از لاؔ چہ ماند

ماند الاّ اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش! اے عشقِ وحدت سوز رفت

(جامیؒ)

جنوری ۱۹۶۲ء

محمد صادق
(سیالکوٹی)

لہ لا الٰہ الا اللہ میں جو لا ہے۔ خدا نے اس لا کی تلوار سے سب کی گردن اڑا دی۔ اس کے بعد کیا رہا؟ صرف اللہؐ رہ گیا! اے عشق! تو خوش ہو کہ تیری وحدت کے رقیب سب جل گئے۔

یزداں رحمتِ عالم کی نظر میں

گراں بہا ہے ترا گریہ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی

دُنیا میں انسان خواہ کتنا ہی قوی و غنی، صاحبِ سطوت وحشمت اور قوت و اقتدار کا مالک ہو۔ پھر بھی بسا اوقات عاجز ومجبور ہو کر ناکامیوں اور پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ بڑے مطلق العنان آمروں کو اسباب وذرائع کی معراج پر پہنچ کر نامرادی کی صورتیں دیکھنا پڑی ہیں۔ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ کہ ماہر معالج، صحیح تشخیص، اعلیٰ تجویز اور مجربات کے انبار مریض کو شفا کی نعمت سے نواز نہ سکے۔ غور و خوض، دوڑ دھوپ اور صحیح قدم اٹھانے کے باوجود بیڑا ک ڈوبے، طلبہ فیل ہوئے، شادیاں ناکام، تجارتیں، برباد، اور سلطنتیں زیر و زبر ہو کر رہ گئیں۔ ہوائی جہازوں کا گرنا، ریل گاڑیوں کا ٹکرانا۔ بسوں اور لاریوں کے حادثے اور انواع و اقسام کے وقوعے آئے دن حزم و احتیاط کے سر پر پانی پھیرتے رہتے ہیں۔ ایسی بے بسی اور حالت زار میں انسان کسی زبردست سہارے اور تکیئے کی تلاش کرتا ہے۔ جو اس کے لئے لاچاریوں اور

مجبوریوں میں ملجا و ماویٰ بن سکے۔

زبردست سہارا

دین اسلام کے بانی و منبع، رہنمائے انس و جان، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، سرور کون و مکان وقارِ دو جہاں، ندیم خستہ جاں، زینتِ خلد و جناں، ہدایت کے نورِ مبین، رحمت للعالمین، خاتم النبین، اکرم الاولین، اکرم الآخرین، شفیع المذنبین، سرورِ عالم، افتخار دودۂ آدم، سید العرب والعجم، پیغمبر بحر و بر، رسولِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ راز منکشف کیا ہے۔ اِس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے۔ کہ بے بسی، مجبوری اور حالت زار کا سہارا اور تکیہ صرف اللہ رب العالمین ہے۔

خدائے واحد القہار کی ذات ہی ہے۔ جو گھبراہٹ، بے چینی اور یاس و قنوط کی ظلمتوں میں کھوئے ہوئے ــــ مضطر و لاچار انسان کے لئے امید و رحمت کی روشنی اور آس و اطمینان کا آسرا ہے۔ اور خواجہ بدر و حنین صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اللہ کی توفیق و طاقت کے بغیر عاجز و مجبور ــــ کمزور اور ضعیف انسان لَیْسَ بِشَیْئٍ ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے موتیوں کی روشنی میں صاف پڑھا جاتا ہے۔ کہ خدائے متصرف الامور کی استمداد اور استعانت کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں۔

ہر گام ترے عارضِ گلگوں کے اُجالے
ہر سمت ترے گیسوئے شب رنگ کے سائے

عالم کون و فساد کے اندر — دکھوں، دردوں، غموں، کربوں حزنوں، آفتوں، ابتلاؤں، لاچاریوں، بے قراریوں، فتنوں، اضطرابوں اور جدالوں کے جہان میں انسان نعل درآتش ہے۔ مضطرب مرورِ حیات سدا سکون ناآشنا ہے، تو پھر اس متزلزل، لرزاں اور آویزاں زندگی میں کس قدر ضروری ہے خدائے حیّ وقیوم کو پکارنا، بلانا — اور یاد کرنا! اُس کے حضور شب گیر نالوں کے سفیر بھیجنا — ہر وقت دُعائیں، التجائیں کرتے رہنا۔ کاغذی پیرہن کے پیکروں کا ہر پل اَلْمَدَد اور ہر لمحہ اَلْغیاث کی صدا دینا ؎

درصومعۂ زاہد و در خلوت عابد
جز گوشۂ ابروئے تو محرابِ دُعا نیست

علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لَا اِلٰہ میں ہے
طریق شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے

سرور جو حق و باطل کے کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

جہاں میں بندہ حُر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیئے

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیئے

فقرِ محمدیہ ﷺ کے مظاہرے

قارئین کرام! ہم آپ کے سامنے عام لوگوں کا نالہ و شیون، اجابت خداوندی کے دروازے پر خاصوں کا دستک دینا، رسولوں اور نبیوں کی آہ سحر گاہی بیان نہیں کرتے۔ بلکہ قربِ الٰہی کی معراج پانے والے صبح کائنات کے شمس الضحیٰ، شام کائنات کے بدر الدجے جنابِ والیٔ لبطحاء امینِ اسریٰ، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ نوائیں اور صدائیں سناتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ مرتبے کے لحاظ سے اولادِ آدم میں لا مثال شخصیت۔ بعد از خدا بزرگ ہستی نے اپنی زندگی کس درجہ خدا کے آسرے اور سہارے پر گزاری ہے۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کھاتے پیتے، گھر میں آتے جاتے، گلیوں، کوچوں اور بازاروں میں ہر حین و آن کس حد تک اللہ کی پناہ۔ مدد۔ توفیق۔ اور فضل کے جویا اور حاجت مند تھے۔ فقرِ محمدیہ ﷺ کے مظاہرے کتنے حدود فراموش تھے۔ رحمۃ اللعالمینؐ

ہر گھڑی کس قدر شکرانہ کے رنگا رنگ پھول بارگاہِ آرْسَلْنٰکَ میں پیش کرتے تھے ۔ اللہ کے حضور آپؐ کا دامنِ احتیاج کتنا وسیع تھا ۔ بدن کا رواں رواں کیسے مجسّم دُعا تھا ۔ در ناز پر سرنیاز دائم پڑا تھا ۔ واہب العطایا کی جناب سے سرورِ رسولاں کے مانگنے کی اداؤں کو ۔ فرشتوں کی عصمت ، حوروں کا حسن ۔ فردوس کی بہار ۔ سورج کی ضیا چاند کا نُور ۔ تاروں کی روشنی ۔ عرش کی عظمت ۔ سمندروں کی پہنائی ۔ آسمانوں کی کشادگی اور کوثر و تسنیم کی موجیں ۔ خراجِ تحسین پیش کرتی تھیں ۔ دونوں جہان جن کی شان میں ایک تنکے کا وزن رکھتے ہیں ۔ وہ رحمت عالم، افتخار دودہ آدم صلے اللہ علیہ وسلّم عتبہ قدس پر یوں سجدہ ریز ہیں ۔ زبانِ اطہر کے لعل یوں جگ مگ کر رہے ہیں ۔ دعاؤں کے ہیرے شمس و قمر کو اس طرح شرما رہے ہیں :۔

ساتوں آسمانوں میں ہل چل مچا دینے والی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ وَ تَرٰی مَکَانِیْ وَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْئٌ مِّنْ اَمْرِیْ ۰ وَ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ

الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ ۝ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ ۝
وَ أَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ ۝
وَ أَدْعُوْكَ دُعَآءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ ۝ مَنْ خَضَعَتْ
لَكَ رَقَبَتُهُ وَ فَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَ نَحِلَ لَكَ
جَسَدُهُ وَ رَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ ۝ وَ كُنْ بِيْ
رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا ۝ يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ ۝ وَ
يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ۝ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ (طبرانی شریف)

الٰہی! تو مجھے خوب جانتا ہے۔ اور میرا (زندگی کا) مقام تیری نظر میں ہے۔ تو میری باتیں سنتا ہے۔ میرا باطن اور ظاہر تجھ پر آشکار ہے۔ میرا کوئی امر، کوئی کام، کوئی حاجت، کوئی مشکل تجھ پر مخفی نہیں۔ میرے مالک! میں خستہ حال فقیر ہوں۔ تیرے در پر فریادی بن کر آیا ہوں۔ میرا دل تیرے ڈر سے کانپ رہا ہے۔ اور کلیجہ تیرے خوف سے منہ کو آ رہا ہے۔ الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کرتے ہوئے تیری جناب میں معافی کا طلبگار ہوں۔ خداوندا! مجھ مسکین کا سوال پورا کر! — اپنے گنہگار اور حقیر غلام کی عاجزی اور زاری پر ترس کر! معبود لازوال! اس دہشت زدہ، سہمے ہوئے، بڑے محتاج،

کی عاجزی اور گڑگڑاہٹ پر عنایت کی نظر کر! میں تیرے حضور گردن جھکائے ہوئے، آنکھوں سے برسا برساتے ہوئے جسم کو تیرے خوف سے پگھلاتے ہوئے، ناک اور پیشانی کو خاک آلود کر کے حاضر ہوا ہوں۔ اللہ میری دُعاؤں کو شرف قبول عطا فرما۔ اپنے دروازے سے مجھے ناکام نہ لوٹا۔ میری بار بار یہی التجا اور دُعا ہے۔ کہ مجھ پر شفقت اور مہربانی فرما۔ تجھ سے کوئی بہتر نہیں کہ جس سے میں سوال کروں۔ جس کے دروازے کو دستک دُوں۔ یا جسے پکاروں۔ الٰہی! تجھ سے بڑا کوئی معطی نہیں۔ کوئی دینے والا، اور کوئی بخشش کرنے والا نہیں۔ فقیروں کی جھولیاں بھرنے والے سائلوں کے سوال پورے کرنے والے۔ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ مجھ پر مہربانی فرما۔ رحم کی نظر کر۔ کہ ہر طرح کی حمد و ستائش کے لائق تیری ہی شان ربوبیّت ہے۔"

ربوبیّت اور الوہیّت کا نکھار

غور کیا آپ نے کہ اللہ کی ایسی توحید بھری حمد و ستائش اور ایسی بڑائی اور کبریائی سوائے سیّد ولدِ آدم حضرت احمد محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور کون کر سکتا ہے؟ ساری اولادِ آدم مع انبیاء و رسل مل کر بھی اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کی محامد اور نکھار کے ایسے سدا بہار پھول اس کے حضور،

پیش نہیں کر سکتے۔ ایسے ہیرے رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کان سے ہی نکل سکتے ہیں۔ جن کی تابانی اور درخشانی کے سامنے شمس و قمر کا نور بھی شرماتا ہے سمجھ آئی آپ کو کیا شان اور قدر ہے اللہ تعالےٰ کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر میں۔؟ ؎

کچھ اس ادا سے نسیم بہار جھوم کے چل
کہ پھوٹ نکلے دلِ نامراد کی کونپل
حسین چمن میں بدل جائے ریگزارِ حیات
سرابِ یاس سے پیدا ہوں فرحتوں کے کنول

خدائے لم یزل کا مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو آپ "سید الکونینؐ" "ساقی کوثر" اور "جماعتِ والی بطحاءؐ" وغیرہ میں پڑھ چکے ہیں۔ کہ کیا ہے — ساری آدم کی اولاد میں کوئی حضور انورؐ کے مرتبے کا نہیں ہوا۔ حضورؐ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں — اکرم الاوّلین اور اکرم الآخرین ہیں۔ جب سے خدا نے زمین پانی پر بچھائی ہے۔ حضورؐ کے درجے کا کوئی بشر، کوئی رسول کوئی نبی اس زمین پر نہیں آیا۔ ع

گیتی نشاں نداده ایزد نیافریده

یعنی حضورؐ کے مرتبے کا کوئی زمین پر ہوا ہی نہیں۔ ہوتا کیسے خدا نے پیدا ہی نہیں کیا۔ بیشک آپ بعد از خدا بزرگ ہیں۔ یہ سرور دو عالم، حضرت خیر الورٰیؐ دعائے مذکور میں اللہ تعالیٰ کی شان میں یوں موتی بکھیرتے ہیں۔ الفاظِ ذیل پر غور کر کے اللہ کا مرتبہ پہچانیں۔

وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ ۔ میرے مالک! میں تیرے دروازے کا خستہ حال فقیر ہوں؛ کروڑوں درود و سلام سید العالمین پر۔ کہ خود کو خدائے لایزال کے در کا خستہ حال فقیر کہتے ہیں۔ اب بتائیں۔ کہ وہ اللہ کتنے مرتبے کا ہے۔ جس کے آگے سیدالکونین صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو بائس الفقیر کہتے ہیں۔

اَلْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ ۔ فریادی پناہ چاہنے والا۔

جس کے حضور حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم فریاد کریں۔ جس ذات حیّ و قیوم لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ سے سید ولد آدم پناہ چاہیں۔ خیال کریں کہ اس رب الارباب کا مرتبہ اور شان کیا ہے؟ اور کیا اس کی ایسی شان میں کوئی شریک ہے؟ کوئی نہیں!

اَلْوَجِلُ الْمُشْفِقُ ۔ میں تیرے ڈر سے کانپ رہا ہوں تیرے خوف سے میرا کلیجہ منہ کو آ رہا ہے؛ ربّ کے ذرّوں

بارش کے قطروں اور سورج اور چاند کی کرنوں کے برابر خدا کا درود و سلام ہو۔ سردار دو جہان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ کہ حضور اللہ سے کتنا ڈرتے ہیں اور اس ڈر کے ہین السطور میں خدائے واحد القہار کی شان دکھاتے ہیں۔ کہ مسلمانو! اللہ کو پہچانو! اس کی خالص عبادت کرو۔ اور اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کا مقام کسی کو نہ دو۔ کہ اس کی شان جیسی کسی کی شان نہیں ہے۔ ساری مخلوق کی شانیں اس کی شان پر قربان۔ سارے انبیاء و رسل کے وجود اس کی ذات پر نچھاور! جانوں کی قربانی قبول کر کے بھی راضی ہو جائے۔ تو اس کا عین فضل ہے۔

اَلْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ۔ میں اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کرتا ہوں۔" یاد رہے۔ کہ حضورؐ معصوم ہیں۔ گناہ سے پاک ہیں۔ گناہ کا خیال اور تصور بھی معاذ اللہ آپ کی طرف نہیں کر سکتے۔ حضورؐ وہ جنتی ہیں۔ کہ جب تک آپ بہشت کا دروازہ نہ کھٹکھٹائیں گے۔ بہشت کا دروازہ کھلے گا ہی نہیں۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف۔ جب تک حضورؐ جنت میں نہ جائیں گے۔ کوئی جنت میں جا ہی نہیں سکے گا۔ کسی کو داخلہ کی اجازت ہی نہیں ہو گی۔ غور کریں

کہ باوجود ۔ بعد از خدا بزرگ ، پاک اور معصوم ہونے کے آپ استغفار کرتے ہیں ۔ اللہ کا شکر گزار بندہ بنتے ہیں۔ اس سے رب العزت کی شان اور مرتبہ جانیں ۔ کہ وہ کیا ذات ہے ۔ کہ جس سے سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے ہیں۔

اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ۔ مَیں تجھ سے مسکینوں کی طرح مانگتا ہوں " جس ذات سے سرورِ کائنات مسکینوں کی طرح مانگیں اس کی شان کو کون پہنچے ؟ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ بیشک وہی حاجت روا ، مُشکلکشا ، دافِع بلاء ، وبا ، قحط ، مرض والم ہے۔ اس کی گرفت سے کوئی چھڑا نہیں سکتا ۔ اُس کے غریق کو کوئی بچا نہیں سکتا ، اس کی بلا و وبا کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اُس کے سیلاب کو کوئی روک نہیں سکتا ۔ اُس کے منع کے مقابلہ میں کوئی معطی نہیں ۔ اور اُس کی عطا کے سامنے کوئی مانع نہیں ۔ ہاں اس ذات لایزال سے مسکینوں کی طرح مانگنا ، اور دُعا کرنا ہی ہمارا کام ہے ۔ گڑ گڑانے اور عاجزی کرنے میں ہی نجات کی امید ہے ۔ اس پہ کسی کا زور نہیں ، بس نہیں ، دباؤ نہیں ۔ اثر (INFLUENCE) نہیں ۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ذات کے آگے ہر پیغمبر اور اُمتی ، ہر ولی اور بزرگ سربسجود ہے۔

اَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اَبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ۔ اور گڑ گڑاتا ہوں تیری طرف گڑگڑاتا گنہگار رسوا کا "

آسمانوں میں ہلچل مچا دینے والے کلمے ۔ عرشِ الٰہی کو لرزا دینے والے جملے سرورِ کائنات کی زبان وحی بیان کے سوا اور کس کے منہ سے نکل سکتے ہیں ۔ یہ وہ آہِ سحر گاہی ہے جس کو سن کر فرشتے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور عرشی حیرت اور استعجاب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں ۔ کہ رسولِ رحمتؐ نے ربِ عرشِ عظیم کو ایسے کلمات سے پکارا ہے ۔ جس سے اس کا دریائے رحمت جوش میں آ کر اچھل گیا ہے ۔

ہاں تو غور کرتے جائیں ۔ کہ افتخارِ دودۂ آدم کن الفاظ سے اپنے خالق، مالک، رازق، ربّ ودود کو پکارتے ہیں ۔ اور ابتھال، مذنب، ذلیل کے ہیروں کی روشنی میں کیسی شان خداوندی دکھاتے ہیں ۔ محبوبِ کبریا کو پہچان لیجئے ؎

ہر کنج چمن سمٹی ہوئی قوسِ قزح ہے
ہر گل میں ترے جامۂ رنگین کی دمک ہے
ہر راہگذر بکھری ہوئی کہکشاں ہے
ہر موجِ صبا میں ترے سانسوں کی مہک ہے (ریاض انور)

وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ اور پکارتا ہوں تجھ کو پکارنا

اندھے خوف زدہ کا" یعنی اے میرے مولا! جسطرح اندھا خوفزدہ ڈرتا کانپتا، پکارتا ہے۔ میں تجھے اسی طرح پکارتا اور بلاتا ہوں مجھ عاجز پر ترس کر، رحم کر، نظرِ عنایت کر، میری زاری سُن، اور فریاد کو پہنچ۔ میرے ہم وغم اور حزن و ملال کا تریاق بھیج کہ اُن زہروں کا امرت (AMBROSIA) صرف تیرے ہی پاس ہے"

مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ پکارتا ہوں تجھ کو پکارنا اس شخص کا کہ جُھک گئی ہے تیرے آگے گردن اس کی"

وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ - اور بہ نکلے تیرے لئے آنسو اس کے"

وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ - اور دبلا ہو گیا تیرے لئے بدن اس کا"

وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ - اور خاک میں رگڑی تیرے آگے ناک اپنی"

خداوندا! تیرے سچے رسول صلے اللہ علیہ وسلّم نے اپنا اور تیرا مابہ الامتیاز بتایا۔ تیری ناراضی، خفگی اور غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آنکھوں سے برکھا برسائی۔ اور عذاب کو رحمت میں بدلنے کے لئے آہِ سحر گاہی کا پتہ دیا۔ اللہ! اِن رسولِ رحمت پر اپنے فضل کے برابر درود و سلام نازل فرما!

قارئین کرام! سید الکونین والثقلین کے الفاظ — خَضَعَتْ رَقَبَتُهٗ - فَاضَتْ عَيْنَاهُ — نَحِلَ جَسَدُهٗ - رَغِمَ اَنْفُهٗ — فردوس بردوش الفاظ کے نور میں اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ فرمائیں کہ جس ذاتِ لَمْ يَزَلْ کو سیّد الکونین ان الفاظ سے پکاریں۔ وہ

ذات کیا ہے۔ اور اس کی شان اور بڑائی کتنی ہے؟

طائف میں رحمتِ عالم پر پتھراؤ

طائف میں کفارِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھراؤ کرتے ہیں۔ حضور انور (ہمارے ماں باپ اور جانیں قربان) صلے اللہ علیہ وسلم لہو لہان ہو کر واپس آتے ہیں۔ راستے میں انگور کی بیل کے نیچے بیٹھ کر ربِّ ودود کی جناب میں یوں دُعا کرتے ہیں۔

یاس و قنوط کی تاریکیوں کی مشعل

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى عَدُوٍّ يَّتَجَهَّمُنِيْ اَمْ اِلٰى قَرِيْبٍ مَّلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ تَكُنْ سَاخِطًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ اَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَاَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ تُحِلَّ عَلَيَّ غَضَبَكَ وَتُنْزِلَ عَلَيَّ سَخَطَكَ وَلَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ ٥ (سید الکونین)

بارِ خدایا! میں اپنے ضعفِ قوت، قلتِ صبر اور لوگوں میں اپنی خواری (ذلت) تیری بارگاہِ عظمت میں فریاد لے کے آیا۔

ہوں ۔ کہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے مجھے ایسے دشمن سے پناہ دے ۔ جو میری صورت دیکھتے ہی ناراض ہو جاتے ۔ اور دوست سے جو میرے کاموں پر غلبہ پالے ۔ (مولا!) اگر تو مجھ پر (آزمائش میں)، غصے نہیں ہے تو پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں ۔ کیونکہ میرے لئے تیری رحمت وسیع ہے اور میں نے تیرے بزرگ چہرے کے نور میں پناہ لی ہے ۔ جس کے باعث آسمان روشن ہو گئے ۔ اور تاریکیاں نور بن گئیں ۔ اور دین و دنیا کے کام منور گئے ۔ (الٰہی!) پناہ چاہتا ہوں کہ تو اپنا غصہ اور خفگی مجھ پر نازل کرے (پیارے مولا!)، مجھ پر راضی ہو جا ۔ کہ محض . تیری مدد سے ہر طرح کی قوت اور طاقت حاصل ہے ۔

قلب اطہر سے یقین و ایمان کے سوتے پھوٹ رہے ہیں!

ہماری جانیں اور ماں باپ آپؐ پر قربان ۔ کہ جناب سیدالمرسلین، رحمت للعالمینؐ پر ایسا نازک وقت آیا ہے ۔ کہ ساری دنیا تاریک نظر آ رہی ہے ۔ لیکن قلبِ اطہر سے یقین و ایمان کے سوتے پھوٹ رہے ہیں ۔ ایسے نازک وقت میں حضورؐ جو دعا کرتے ہیں ۔ امت کے لئے اس کا ایک ایک

لفظ یاس و قنوط کی تاریکیوں میں مشعلِ راہ ہے۔ کہ ؎

قطرۂ آغوشِ تلاطم میں گہر بنتا ہے!
آبرو چاہے تو طوفان میں گھر پیدا کر

حضرت انورﷺ کی مذکورہ دعا کے آبدار موتیوں کی تابانی میں شانِ خداوندی ملاحظہ فرمائیں۔ کہ سرور رسولاں اللہ کو کس طرح پکارتے ہیں۔ معدنِ نبوت سے اور ہیرے نکلتے ہیں۔

زبانِ اطہر کے جگمگائے لعل

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَ نَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَ اَبْصَارِنَا وَ قُلُوْبِنَا وَ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ٥ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِیْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْھَا وَ اَتِمَّھَا عَلَیْنَا ٥ (ابوداؤد)

خداوندا! ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈالدے اور ہمارے حال کی اصلاح فرما۔ ہمیں سلامتی کے راستے دکھا۔ اور بد اخلاقی کے اندھیروں سے نکال کر اخلاق حسنہ کی روشنی میں لے جا۔ ہمیں ہر قسم کی کھلی و پوشیدہ بے حیائیوں سے

دُور رکھ۔ ہمارے کانوں، آنکھوں، اور دلوں کو اپنی برکت سے نواز۔ اور ہماری بیبیوں اور بچوں کو یمن و سعادت کے انوار سے بہرہ ور فرما۔ ہم پر ایک بار (اپنی رحمتوں کے ساتھ) لوٹ آ۔ کہ تو ٹھیک لوٹ آنے والا مہربان ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کی قدر دانی، شکر گزاری اور ان کے حصول کی قابلیت و توفیق عطا فرما۔ اور (از راہ بخشش)، ہم پر اپنی نعمتوں کی ہمیشہ برکھا برسا۔ (کہ درحقیقت سب تعریفوں کا تو ہی مالک ہے)"

کتنی بڑی شان ہے ــــ اللہ کی ــ کہ تمام انبیاء، اولیاء اور سب مومن مرد و عورت، زندگی کے تمام شعبوں اور مرورِ حیات کے ہر لمحہ پر اللہ کی دستگیری، حاجت روائی، اور مشکل کشائی کے محتاج ہیں۔ ہر ہر امر میں۔ ہر گھڑی۔ اس کی توفیق و استعانت درکار ہے۔ ؎

سب کو مقبول ہے دعویٰ تیری یکتائی کا
روبرو کوئی بتِ آئینہ سیما نہ ہوا

نفس کی بُرائی سے اللہ ہی پناہ دیتا ہے

سرورِ کائنات فرماتے ہیں:-

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِىْ اِلٰى نَفْسِىْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِىْ شَاْنِىْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ٥ (ابوداود)

یا الٰہی! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں پس نہ سونپ مجھ کو میرے نفس کی طرف ایک لحظہ، اور درست کر میرے لئے سب کام میرا۔ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔"

ملاحظہ:۔ یہ صرف اللہ ہی کی شان اور صفت ہے کہ وہ نفس کی برائی سے بچا سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ج اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ط (پ۱۳ ع۱)

اور نہیں پاک کرتا میں نفس اپنے کو، تحقیق نفس البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے، مگر جو رحم کرے رب میرا۔"

معلوم ہوا۔ نفس کی برائی سے پیغمبر بھی از خود نہیں بچ سکتا جب تک خدا نہ بچائے۔ یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس نے تمام نبیوں، رسولوں، ولیوں، بزرگوں اور نیک لوگوں کو محض اپنے فضل سے نفس کی برائیوں سے بچایا اور اپنے ہاں درجات عطا فرمائے۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ۔ جس پر رب رحم کرے۔ وہ شر نفس سے بچے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا ج لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

وَالْفَحْشَآءَ ط (پ ۱۲ ع ۱۴) اور البتہ تحقیق ارادہ (بد) کیا اس عورت نے یوسف کے ساتھ، اور ارادہ (بد) کرتے حضرت یوسف اس عورت کے ساتھ اگر (بہ توفیق الٰہی) نہ دیکھتے دلیل اپنے رب کی۔ اسی طرح ہم نے یوسف سے بُرائی اور بے حیائی کو پھیر دیا۔ ثابت ہوا۔ کہ شرِّ نفس سے پیغمبروں کو بھی اللہ ہی بچاتا ہے۔ وہی متصرف الامور ہے۔ اور کوئی نہیں!

ہمّ وغم اور کسل وجُبن سے اللہ بچاتا ہے!

سرور رسولاں صلے اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ٥ (ابوداؤد)

یا الٰہی! میں ——— پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے غم سے، اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے عاجزی اور سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے بخیلی سے اور نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے غلبہ قرض سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔

ملاحظہ:۔ یہ شانِ خداوندی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتائی۔ کہ بندوں کو غم، عجز، کاہلی، بخیلی، بزدلی،

قرض کی کثرت اور لوگوں کے دباؤ اور غلبہ سے صرف اللہ کی ذات ہی بچانیوالی ہے۔ اُس کے سوا ان روگوں اور مجبوریوں کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ بیشک توفیق حق ہی عروسِ لالۂ صبح بہار ہے۔ ؎

ع دل سے جاتا ہی نہیں گیسوئے جاناں کا خیال

صفتِ لایزال کی ایک جھلک

سیّدالکونین صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِی بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِی سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّعَصَبِیْ نُوْرًا وَّلَحْمِیْ نُوْرًا وَّ دَمِیْ نُوْرًا وَّشَعْرِیْ نُوْرًا وَّبَشَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ۝ (بخاری۔مسلم)

اے اللہ کر میرے دل میں نور، اور میری آنکھ میں نور، اور میرے کان میں نور، اور میرے داہنے نور، اور میرے بائیں نور اور میرے اُوپر نور اور میرے نیچے نور، اور میرے آگے نور اور پیچھے نور، اور پیدا کر میرے واسطے نور (بہت زیادہ)

اور میری زبان میں نور اور میرے پٹھوں میں نور۔ اور میرے گوشت میں نور۔ اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے بدن میں نور۔ اور میری جان میں نور، اور بڑا کر واسطے میرے نور۔ اے اللہ بخش مجھ کو نور"

حضرت انورؐ اللہ سے بکثرت نُور مانگتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے نُور تھے۔ ایسے نور کہ اُن کے اسوۂ حسنہ سے سارا ظلمت کدۂ عرب نور سے جگمگا اٹھا۔ شر کی ظلمت مٹ گئی۔ اور خیر کا نُور چھا گیا۔ بدیوں کی تاریکیاں نیکیوں کے اجالوں میں بدل گئیں۔ باوجود ہدایت اور رحمت کا نور ہونے کے پھر بھی حضورؐ اللہ تعالیٰ سے مزید نور کی دُعا کرتے ہیں۔ التجا کرتے ہیں۔ کہ مولا! میرے دل، میری آنکھ، میرے کان، میرے داہنے، میرے بائیں، میرے اُوپر میرے نیچے، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے زبان میرے پٹھے، میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں، میرے بدن، میری جان میں نور ہی نور کر دے۔ مجھے بہت بڑا نور عطا کر۔ خداوندا! مجھے ہمیشہ کے لئے، نور بخش ــــ اپنی رحمت، فضل، بخشش اور ہدایت کے نور کی مجھ پر برکھا برسا۔ کہ میرے تمام اعضاء و احشا

میں تیری رحمت کا نور ہی نور بھر جائے۔ میرے بدن کے روئیں روئیں میں تیری تجلیات کی روشنی گھر کرے۔

یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم خدائے عزّوجل سے بار بار نور مانگتے ہیں۔ اسکے غیر فانی خزانے سے روشنی طلب کرتے ہیں۔ سُبحان ما اعظم شانہ۔

خدائے لَمْ یَزِل کا تصرّف

حضرت سیّد العالمین صلے اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاۗؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَكْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجَلَاۗءَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ ۝ (مشکوٰۃ شریف)

یا اللہ میں تیرا غلام ہوں۔ اور تیرے غلام (عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔ اور تیری لونڈی (آمنہ) کا بیٹا ہوں۔ اور تیرے قبضے اور اختیار میں ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ جاری ہے میرے حق میں حکم تیرا۔ انصاف ہے میرے حق میں فیصلہ تیرا۔ مانگتا ہوں

میں تجھ سے ہر تیرے نام کی برکت سے کہ وہ نام خاص ہے تیری ذات کا۔ یا اتارا تو نے اس کو اپنی کتاب میں۔ یا سکھایا تو نے اس کو اپنی مخلوق میں سے کسی کو۔ یا پسند کیا تو نے اس کو علم غیب میں جو مخفی ہے نزدیک تیرے یہ کہ کرے تو قرآن کو بہار میرے دِل کی۔ اور سبب دُور ہونے میرے فکر اور غم کا۔"

موتیوں کی لڑی اِس دُعا میں (جو غم کا تریاق ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے موتی پروئے ہیں۔ "ہیرے" اور "جواہرات" کے ڈھیر اللہ رَبُّ العزّت کے حضور پیش کئے ہیں۔ اور ہر ہر لفظ میں شانِ خداوندی کا نور بکھیرا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے۔

مَیں تیرا غلام ہُوں اَنَا عَبْدُكَ۔ خداوندا! میں تیرا غلام ہُوں۔ اس سے اپنی ذات اور جنس بھی بتائی ہے۔ تاکہ دوسری امتوں کی طرح میری امت بھی میری ذات کے بارے میں غلط عقیدہ گھڑ کر گمراہ نہ ہو جائے۔ مجھے اِلٰہ، ابن اللہ، اللہ کا جزء، یا نُورٌ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ، یا عرب بلا عین یا احمد بلا میم کہہ کر چاہِ ضلالت میں نہ گر جائے۔ میری اُمت کو پتہ چل جائے کہ اس کا رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) عَبْدُہٗ۔ یعنی اللہ کا غلام ہے۔ (THE SLAVE OF ALLAH)

تیرے غلام کا بیٹا ہوں

وَ ابْنُ عَبْدِكَ - اے اللہ! میں تیرے غلام کا بیٹا ہوں۔ یہاں حضورؐ نے اپنے والد کا ذکر بھی کیا ہے۔ کہ میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اور عبداللہ بھی اللہ کا غلام ہے۔ ولدیت بھی بتا دی۔ کہ امت کو کوئی شک نہ رہے۔ اور ساتھ اللہ رب العزت کے حضور اظہار عجز بھی ہو گیا۔ کہ مَیں تیرا غلام، میرا باپ بھی تیرا غلام۔

تیری لونڈی کا بیٹا ہوں

وَ ابْنُ أَمَتِكَ - اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں" اپنی والدہ کا ذکر بھی کر دیا۔ کہ میری اُمّت سُن لے۔ کہ اس کے رسول کی والدہ آمنہ بھی ہے۔ الحاصل حضرت انورؐ کے والد بھی ہیں اور والدہ بھی ہیں۔ جب والدین ہوئے۔ تو دوسرے تمام رشتے ناتے بھی خود بخود ہوئے۔ برادری بھی ہوئی۔ پس حضورؐ نورؐ انسانی جنس سے ہوئے اور رسولؐ ہوئے۔ اور رسولؐ ہو کر درجے میں بے مثل ہوئے۔

میرے مولا! میں تیرا غلام۔ میرا باپ بھی تیرا غلام۔ میری والدہ بھی تیری لونڈی۔ (اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام تک سب مرد تیرے غلام اور سب عورتیں تیری لونڈیاں ہیں)

میں تیرے قبضے میں ہوں

وَ فِیْ قَبْضَتِكَ - اور میں تیرے قبضے

میں ہوں تیرے بس اور اختیار میں ہوں۔ یہ ہے مالک اور عبد کا مابہ الامتیاز، جو حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شانِ مالکیت کے نور سے۔ اس کی غلامی کے جہان کو روشن کیا ہے۔ جب حضور انورؐ اللہ کے بس اور اختیار میں ہوئے۔ تو اور کون دم مار سکتا ہے۔ کروڑوں درود و سلام بروح خیرالانام صلے اللہ علیہ وسلم!

میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے

نَاصِيَتِي بِيَدِكَ۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے" اللہ تو کتنا صاحبِ جلال و جبروت ہے۔ تو کتنی بڑی شان و آن والا ہے۔ کہ بعد از خدا بزرگ ہستی۔ حضرت سیّدالکونین والثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں۔ مولا! میری پیشانی، میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے میں پورا پورا تیرے بس میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم شان سوائے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کون بتا سکتا ہے۔ اور کسی غیر نبی کے بتانے پر اعتبار بھی کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا کہنا اپنی رائے ہے۔ اور حضورؐ کی زبان خدا کی وحی ہے۔

تصرف ایزدی پر ایمان لاؤ

پھر ہر مسلمان مرد اور عورت کہے نَاصِيَتِي بِيَدِكَ۔ مولا، آقا، خالق، مالک، رازق، میری پیشانی تیرے اختیار، بس اور ہاتھ میں ہے۔ میں

تیرے آگے دم نہیں مار سکتا۔ ہل نہیں سکتا۔ اونچی سانس نہیں لے سکتا۔ میرا رزق، میرا پانی، میری ہوا اور سب ضروریات زندگی اور تمام نعمتیں صرف تیری جناب سے بلا شرکت غیرے مجھے مل رہی ہیں۔ اللہ کے اس تصرف پر ایمان لاؤ۔ اس عقیدے کو دل میں جگہ دو۔ اُس کی مالکیت اور اپنی غلامی، اس کے قبضے، تصرف اور اپنی عاجزی، بے بسی کو مان جاؤ۔ اور جس رسولِ رحمت نے یہ سبق پڑھایا ہے۔ عقیدہ توحید کے ساتھ خدا کی پہچان کرائی ہے۔ ان پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی۔

تیرا حکم میرے حق میں جاری ہے

مَاضٍ فِیَّ حُکْمُكَ۔ جاری ہے میرے حق میں حکم تیرا۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم خدائے لایزال کی جناب میں عرض کر رہے ہیں — مولا! تیرا حکم میرے حق میں جاری ہے۔ کوئی تیرے حکم کے اجرا کو روک نہیں سکتا۔ توجس طرح چاہے کرے تو احکم الحاکمین ہے۔

تیرا فیصلہ میرے حق میں عدل ہے

عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُكَ۔ میرے اللہ! انصاف ہے میرے حق میں فیصلہ تیرا۔ یعنی تو جو بھی میرے حق میں کرے۔ عدل ہی عدل ہے۔ میرا کوئی حق نہیں۔ کہ تیرے فیصلے کے آگے چون وچرا کروں سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ کیا شان ہے رب عرش عظیم کی!

برتر از وہم و قیاس و گمان

انسانوں اور جنوں کے رسول سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم جناب الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ ٥ (مسلم)

الٰہی! تیرے واسطے رکوع کیا میں نے، اور تجھ پر (عقیدہ توحید کے ساتھ) ایمان لایا میں۔ اور تیرا حکم بردار ہوا میں۔ دب گئے تیرے آگے کان میرے اور آنکھ اور گودہ اور ہڈی اور پٹھے میرے"

اعضاؤ احشاء عاجز ہوگئے

قارئین کرام! کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ جس کی جناب میں خواجہ دوسرا صلے اللہ علیہ وسلم عرض کر رہے ہیں۔ یعنی مولا! آقا! مالک! میں تیرے آگے جھک گیا۔ اور تیری توحید، تیری ربوبیت۔ تیری مالکیت، تیری رازقیت اور تیری تمام صفات پر ایمان لایا۔ اور تیرا حکم بردار ہوا۔ اے داورِ محشر، خالقِ کل! دب گئے۔ اور عاجز ہو گئے تیرے حضور میرے کان۔ میری آنکھیں۔ میرا گودہ، میرا مغز، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ ذات ازلی کی شان کوئی کیا سمجھے۔ برتر ہے وہم و قیاس اور گمان سے، غور کریں! کہ جس درجے کی

ہستی خدا نے پیدا ہی نہیں کی۔ وہ ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس حسنِ ابدی کے آگے جھک جائے۔ اُس کا گوشت، پوست، رگ و ریشہ، مغز اور ہڈیاں، کان اور آنکھیں سارا جسم و جان عاجزی کے فردوس بر دوش گلہائے رنگا رنگ پیش کرے کیا کہنا اس کی شان کا۔ اور کون دم مارے اسکی شراکت کا۔ اس کی کسی صفت کا یا قدرت اور تصرف کا ۔

خِرد دیکھے اگر — دل کی نگاہ سے
جہاں روشن ہے نُورِ لَا اِلٰہ سے

معدنِ رسالت کے میرے ربّ العزت کی جناب میں

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ط (ترمذی - ابو داؤد)

یا اللہ! تیری مدد سے صبح کی ہم نے اور شام کی ہم نے اور تیری قدرت سے جیتے ہیں ہم اور مریں گے ہم۔ اور تیری طرف ہے بازگشت۔" (صبح کو حضورؐ پڑھتے تھے)

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ ط (ترمذی - ابو داؤد)

اے اللہ تیری مدد سے شام کی ہم نے اور صبح کی ہم نے

اور تیری قدرت سے جیتے ہیں اور مریں گے ہم۔ اور تیری طرف ہے جی اٹھنا" (حضور شام کو پڑھتے تھے۔)

صبح خیر اور شام عافیت اللہ لاتا ہے

رحمتِ عالم نے اللہ تعالیٰ کو مدبر الامر، متصرف الامور اور لیل و نہار کا مقلب بتایا ہے۔ اور اپنی زندگی اور موت کو اس کے قبضے اور تصرف میں مانا ہے۔ کیسے پاک اور ایمان افروز جملے ہیں۔ اے اللہ تیری مدد سے ہم نے صبح کی ہے اور تیری مدد سے ہم نے شام کی ہے" زندگی ہو۔ تو آدمی پر صبح اور شام آتی ہے۔ اور زندگی اللہ کی دستگیری سے رواں دواں ہے، پھر زندگی کی روانی میں صبحیں بھی آتی ہیں اور شامیں بھی۔ تو ہر پل اور ہر لمحہ انسان اللہ تعالیٰ کی مدد اور دستگیری کا محتاج ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ جو خیریت کی صبح طلوع کرے یا شامِ عافیت لائے۔

زندگی اور موت پر اللہ قادر ہے

پھر حضور فرماتے ہیں۔ تیری قدرت سے جیتے ہیں ہم" یعنی ہماری زندگی تیری قدرت کی محتاج ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی باگ ڈور اے حی و قیوم۔ تیرے ہاتھ میں ہے۔ جب تک تو چاہے مجھے زندہ رکھے۔ اور جب چاہے مجھے موت دیدے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَ بِكَ نَمُوْتُ

اور تیری قدرت سے مریں گے" یعنی ہماری زندگی اور موت اے نہ مرنے والے۔ سدا زندہ۔ تیرے ہاتھ میں ہے!

بقا ہے ذات اللہ کی

بیشک بشر کے اللہ نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہی یہ ہے۔ کہ بشر پر موت آئے گی۔ اور اللہ وہ ہے جس پر موت نہ آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رحمت للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی میت پاک پر کھڑے ہو کر سب سے پہلے جو خطبہ دیا تھا۔ اس میں یہی فرمایا تھا۔ کہ :-

لوگو! سنو! تم میں سے جو کوئی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا۔ وہ جان لے۔ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ وہ جان لے۔ فَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ — کہ اللہ سدا زندہ ہے۔ وہ نہیں مرے گا"

قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے"

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ (پ ۲۳ ع ۱۷)

اے پیغمبرؐ! کچھ شک نہیں کہ تم کو بھی مرنا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ اِن (لوگوں) کو بھی مرنا ہے۔

کروڑوں درود و سلام خواجہ کونین صلے اللہ علیہ وسلم پر

کہ انہوں نے وَبِكَ نَمُوْتُ (اور تیری قدرت سے، ہم مرینگے) فرما کر اللہ تعالیٰ کی ازلی ابدی شان بیان کی ہے۔ کہ وہ نہیں مریگا۔ ہم سب مر جائیں گے۔ چنانچہ قرآن تصدیق کرتا ہے:۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (پ۲۷ ع۱۱)

جو کوئی اُوپر زمین کے ہے سب فنا ہونے والا ہے اور (صرف) تمہارے پروردگار کی ذات باقی رہ جائے گی۔ جو بڑی عظمت والی اور بزرگ ذات ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سوتا تو نہیں مجھے سُلا دے!

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَاءَتِ الْعُيُوْنُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِهْدِءْ لَيْلِيْ وَاَنِمْ عَيْنِيْ ط (حصن حصین)

اے اللہ تارے چھپ گئے۔ اور آرام پکڑا آنکھوں نے اور تو سدا زندہ قائم رہنے والا ہے۔ نہیں آتی تجھ کو اُونگھ اور نہ نیند، اے سدا زندہ، سب کے سہارے۔ با آرام کر رات میری اور سُلا دے آنکھ میری!

رات کو بستر پر لیٹ گئے ہیں - نیند نہیں آتی - کروٹیں لیتے لیتے بارہ بج گئے - لو وہ ایک بجا - دو بھی بج گئے - آنکھیں تارے گن رہی ہیں - کون لائے میٹھی نیند. صحت کو قائم رکھنے والی سہانی نیند ۔۔ ؟؟

ایسے موقع پر حضور سید الکونین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے باتیں کرتے ہیں - پیارے اللہ! تارے ڈھل گئے - چھُپ گئے - رات بہت بیت گئی - اور جہان سو گیا ہے - لیکن نہیں سوتا - تو صرف ایک تُو - کہ سدا زندہ سب کا تھامنے والا ہے - نہ تجھے اُونگھ آئے - نہ نیند آئے - پیارے اللہ ۔ نہ سونا تیری شان ہے - پھر بہت رات گذر گئی ہے - مجھے بے خوابی ستا رہی ہے - میری آنکھوں میں نیند نہیں آ رہی ہے - میری رات با آرام کر - اور سلا دے میری آنکھوں کو - کہ سوتا تُو نہیں ۔ مجھے سُلا دے!

سرورِ دو جہان اللہ پر قربان ہوتے ہیں

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلَ ط (بخاری۔ مسلم)

رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے -

البتہ دوست رکھتا ہوں میں کہ مارا جاؤں اللہ کی راہ (جہاد) میں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں"

پتہ چلا اللہ کون ہے

پتہ چلا آپ کو۔ اللہ کون ہے؟ اللہ کی شان کیا ہے؟ اسکا مقام اور درجہ کتنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد از خدا بزرگ۔ حضور سید ولد آدم۔ سید الکونین و الثقلین اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ میری آرزو ہے۔ میں دوست رکھتا ہوں۔ چاہتا ہوں۔ کہ پیارے اللہ کے نام پر (جہاد میں) جان دوں۔ اس پر قربان جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر اس پر قربان جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر اس پر قربان جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر اللہ پر قربان جاؤں۔!

اللہ! جس رسولؐ پاک نے تیری ایسی شان کا پتہ دیا ہے۔ ان پر میری طرف سے اور قارئین کرام کی طرف سورج اور چاند کی شعاؤں، تاروں کی روشنی، زمین و آسمان کے خلا، سمندروں کی وسعت، اور اپنی تمام مخلوق کے برابر درود و سلام پہنچا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ہوں لاکھوں سلام اُس آقا پر

ہوں لاکھوں سلام اُس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
دُنیا کو دیا پیغامِ سکوں، طوفانوں کے رُخ موڑ دیئے
اُس جانِ جہاں کی باتوں میں کچھ لُطف ہے ایسا ہمنفسو!
جس دِن سے چھڑا ہے ذکرِ نبیؐ، سب فکرِ جہاں کے چھوڑ دیئے
یہ فیضِ نگاہِ ساقی ہے۔ اِک کیف سا دل میں باقی ہے۔
کیا ذکر ہے جام و مینا کا، ہم نے تو سبُو بھی توڑ دیئے
گو ظاہر اُجلا اُجلا ہے، پر من کا درپن میلا ہے
ان بوالہوسوں کا کیا کہنا آدابِ محبت چھوڑ دیئے
بدنام برہمن ہے ورنہ کچھ شیخ بھی اس سے کم تو نہیں
خواہش کے صنم کی پوجا ہے، گو پتھر کے بُت۔ توڑ دیئے
اُس محسنِ عالمؐ نے احساں کیا کیا نہ دیا انسانوں کو!
منشور دیا۔ دستور دیا۔ کچھ راہیں دیں۔ کچھ موڑ دیئے (زبیرؔ)

حضرت انورؒ کی نسبت اُمّت کی طرف!

تمام مذکورہ دُعاؤں میں جس عجز، انکسار اور پستی کا اظہار حضرتِ انورؐ نے کیا ہے۔ یہ سب اپنے اللہ، خالق، مالک، رازق ربّ کے حضور کیا ہے۔ اللہ کی شان اور اس کے سامنے اپنا

مقام بتایا ہے۔ اس کمالِ عجز نے حضورؐ کو سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کے مقام پر پہنچایا ہے۔ جو کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوُا۔ اور ساتھ ہی ان ادعیہ میں امت کو تعلیم دی ہے۔ کہ وہ بھی اپنے پیارے رسولؐ کے الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعائیں کرے۔ اور درجے پائے۔ باقی رہا حضورِ انورؐ کا مقام اُمّت کے نزدیک اللہ اللہ! ۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ۔ حضرت سیّد البشر صلّے اللہ علیہ وسلم معصوم اور رحمت وہدایت کے نور! اور ہم سراپا گناہ اور جور وعصیان کی تاریک رات۔ خدا نے ہمیں ادب سکھایا:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۲۶ ع ۱۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو (سنو!) مت بلند کرو اپنی آوازیں کو نبیؐ کی آواز پر، اور مت بلند کرو آواز اس پر بیچ بولی کے جیسے بلند کرتے ہیں بعض تمہارے واسطے بعض کے۔ ایسا نہ ہو کہ برباد ہو جائیں عمل تمہارے (بے ادبی رسولؐ سے) اور تم نہ سمجھتے ہو"

پس اُمت کے لیے نجات آخرت نبیؐ رحمت کی اطاعت اور ادب میں ہے۔ افراط تفریط سے بچ کر راہِ اعتدال

اختیار کرنے، حضرت انورؐ کی آواز — فرمان، حدیث اور سنّت پر جان چھڑکنے میں ہے۔ کہ ؎

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کل[1] جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

یزداں قرآن کی نظر میں

مادر پیالہ عکسِ روئے یار دیدہ ایم!
اے بے خبر ز لذتِ شربِ دوامِ ما

اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات — اس کی بزرگی، جلال، جبروت، وحدانیت، خالقیت، رازقیت، تصرف، قدرت، مرضی منشا، علم، اور شان جو قرآن نے بیان کی ہے۔ ہم اسے مختصر طور پر یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمان بھائی اللہ تعالےٰ کی قدر کریں۔ اسے پہچانیں۔ اُسے اُس کی مرضی کے مطابق وحدہٗ لا شریک مانیں۔ اور پھر اُس کی خالص عبادت بجا لا کر اُس کو راضی کر لیں۔ کہ دُنیا میں آنے کا یہی مقصود ہے۔

اللہ تعالےٰ کی وحدانیت

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

---

[1] مولائے کل یعنی سارے جہان کے سردار۔

وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ
مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ (پ ۲۲ ع ۱۴)

(یہ صرف اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کی شان اور قدرت ہے کہ) وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے۔ اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اسی نے سورج اور چاند کو (اپنا) مطیع کر رکھا ہے۔ کہ ہر ایک بندھے ہوئے وقتوں پر چل رہے ہیں۔ (پہچان لو) یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا اسی کا سب کچھ اختیار ہے۔ اور اس کے سوا جن کو (حاجت روائیوں اور مشکل کشائیوں کے لئے) تم پکارتے ہو۔ وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کا اختیار نہیں رکھتے۔"

تقلیب لیل و نہار اس آیت میں خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت اور شان دکھائی ہے، ایسی قدرت اور شان کہ جو اس کی ذات کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی۔ غور فرمائیں:۔

کہ اللہ تعالےٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اور دن کو رات میں۔ اس سے دن بڑا اور رات چھوٹی، اور رات بڑی اور دن چھوٹا ہوکر موسم بدلتے، آب و ہوا تبدیل ہوتی۔ اور بنی نوع انسان کو بیشمار فائدے پہنچتے ہیں۔

اللہ کے سوا ہے کسی میں یہ قدرت۔ کہ رات اور دن کا ایک دوسرے میں ایلاج کرے؟ تقلیب لیل و نہار فرمائے؟ ہرگز نہیں! پھر جن پر رات اور دن وارد ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لا شریک لہٗ مانیں۔ رات اور دن میں کوئی کلمہ زبان سے شرک کا نہ نکالیں۔ اور نہ کوئی شرکیہ کام کریں۔ کہ رات کی تاریکی اور دِن کی روشنی پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ؎

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

اگر رات یا دن قیامت تک مسلط ہو جائے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ (پ۲۰ ع ۱۰)

کہہ (اے پیغمبرؐ) بتلاؤ تو اگر اللہ تم پر رات کو قیامت تک دائمی کر دے۔ تو اللہ کے سوا کون معبود ہے۔ جو تمہیں روشنی لا دے۔ کیا تم (ایسی معقول بات بھی) نہیں سنتے"

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (پ۲۰)

کہہ (اے پیغمبرؐ) بتلاؤ تو اگر اللہ تم پر قیامت تک دن ہی کیئے رہے۔ تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لئے رات لائے۔ جس میں تم آرام کرو۔ کیا تم لوگ (اللہ کی ایسی صریح نعمت کو بھی) نہیں دیکھتے۔"

رات یا دن کو کوئی بدل نہیں سکتا

اللہ تعالےٰ نے اپنی وحدانیّت اور شانِ منفرد کو کیسے ٹھوس اور واضح طریق سے بیان کیا ہے۔ کہ شرک کی بیخ کنی کر کے رکھ دی ہے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ تم پر قیامت تک رات ہی مسلّط کر دے۔ تو اللہ کے سوا ہے کوئی جنوں، فرشتوں، انسانوں ـــ نبیوں، ولیوں، بزرگوں میں ایسا جو خدا کی طاری کردہ دائمی رات کو دن سے بدل دے؟ کوئی نہیں! ہاں صرف اللہ کی ذات ہی ہے۔ جو تاریک رات کا سینہ چیر کر سپیدہ سحر لے آتی ہے۔

اور اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت تک دن ہی دائمی کر دے۔ تو اللہ کے سوا ہے کوئی ـــ جو تمہارے چین اور آرام کے لئے رات لے آئے؟ کوئی نہیں لا سکتا! ہاں صرف اللہ قادر و توانا ـــ متصرف الامور ہی ہے جو دن کو رات بنا دیتا ہے پھر جو لوگ خُدا کے لائے ہوئے دن کے نور میں زندگی

گزارتے ہیں۔ اور رات کے لباس میں سکون پاتے ہیں۔ ان کو لازم ہے۔ کہ کسی لمحہ بھی خدائے واحد القہار کی نافرمانی نہ کریں۔ اور اس کی خالص عبادت کرکے شکر بجا لائیں۔

یہ ہے اللہ رب تمہارا

یہ ہے شانِ خداوندی۔ رات اور دن کی تقلیب اور ان کا ایلاج۔

رات گئی۔ دن آیا۔ دن گیا۔ تو رات آئی۔ کبھی دن بڑا، رات چھوٹی۔ کبھی رات بڑی تو دن چھوٹا۔ یہ موسم گرما آیا۔ وہ سرما۔ پھر بہار ہے پھر خزاں ہے۔ آج دھوپ ہے تو کل بادل ہے۔ کبھی خشک سالی ہے۔ تو وہ ساون کی برکھا ہے۔ یہ سب کام۔ بلاشرکت غیرے اللہ ہی کے ہیں۔ کوئی اس کا معاون اور مددگار نہیں پھر اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک کیوں؟ چنانچہ فرمایا۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ۔ یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا۔ یعنی جو کام اُوپر مذکور ہیں۔ ان کاموں اور قدرتوں والا تمہارا پروردگار۔ معبود برحق ہے۔ پہچان لو اس کو ان شانوں اور صفتوں سے، پھر اُس کی خالص عبادت کرو۔ لَهُ الْمُلْكُ۔ اسی کا سب کچھ اختیار ہے۔ یعنی اس کے سوا کسی کا کچھ بھی اختیار نہیں جب کسی غیر اللہ کا متذکرۃ الصدر امور میں کچھ بھی اختیار نہیں۔ تو پھر کسی کو خدائی امور میں مختار ماننا شرک کی بات ہوئی۔ لوگو! ہوش کرو اور خدا کی شان کو جانو!

کوئی چھلکے کا مختار نہیں

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ جن کو تم اللہ کے سوا (مصائب و حوائج میں) پکارتے ہو۔ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ - وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے "

آپ جانتے ہیں۔ کہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر نہایت باریک چھلکا ہوتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ کہ وہ غیر اللہ اُس چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اُرد پر سفیدی آپ نے سُنا ہوا ہے بس یہی مراد ہے۔ کہ اُرد پر سفیدی جتنا بھی خدائی امور میں اختیار نہیں رکھتے۔ دھاگے برابر، ذرّہ بھر بھی مختار نہیں ہیں، یہ ہے شانِ خداوندی قرآن کے الفاظ ہیں!

دانوں اور گٹھلیوں کا پھاڑنے والا

إِنَّ اللهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ۝ (پ ۷ ع ۱۸)

تحقیق اللہ پھاڑنے والا ہے دانوں کا اور گٹھلیوں کا، نکالتا ہے زندے کو مردے سے اور نکالنے والا ہے مُردے کو زندہ سے۔ یہی ہے اللہ (ہر قسم کی عبادت کے لائق) پس کہاں سے پھیرے جاتے ہو "

یہ صرف اللہ ہی کی قدرت اور شان ہے کہ وہ مٹی میں ملائے ہوئے دانوں کو پھاڑتا، اگاتا اور سینکڑوں گنا زیادہ اناج پیدا کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ جو چیز مٹی میں ملی۔ وہ مٹی ہو گئی۔ جس چیز کو زمین میں دفن کرو۔ وہ خاک ہو جاتی ہے۔ لوہا اور فولاد تک کو مٹی کھا جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسان دانوں کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہ دانے زمین میں خاک ہو جاتے۔ گل سڑ جاتے۔ معبود برحق کی ذات اور فالق الحب کی شان پر قربان جاؤں۔ کہ وہ اُن دانوں کو سڑنے نہیں دیتا۔ بلکہ ان کو پالتا ہے۔ اگاتا ہے۔ اور منوں اور ٹنوں کی مقدار میں بڑھا چڑھا کر اپنے مرزوقوں اور مربوبوں کو عطا کرتا ہے۔ اُس کی اِس قدرت میں کوئی اس کا معاون نہیں ہے۔ پھر عبادت میں بھی کوئی اس کا شریک نہ چاہیئے۔ خواہ عبادت بدن کی ہو۔ خواہ زبان کی ہو، خواہ مال کی ہو! تمام نوع انسان رزق میں اللہ کے محتاج ہیں۔ اگر خدا رزق نہ اُگائے۔ تو سب ہلاک ہو جائیں۔ اور کوئی کہیں سے رزق نہ لا سکے۔ اور نہ اگا سکے۔ ایسے ہی وہ گٹھلیوں کو پھاڑتا اور زمین سے اُگاتا ہے۔ بڑے بڑے درخت اُس کی شانِ لازوال پر شاہد ہیں۔

پھر وہ زندہ کو مُردے سے نکالتا ہے۔ جیسے انڈے سے چوزہ ۔۔ اور مُردے کو زندہ سے ۔۔ جیسے مُرغی سے انڈہ۔ یہ شان خداوندی ہے۔ ان صفات کا ذکر کر کے خدا فرماتا ہے۔ ذٰلِکُمُ اللہُ ۔۔ یہ ہے اَللہُ! یعنی متذکرۃ الصدر قدرتوں والا جس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ پھر وہ تنہا حقدار ہے عبادت خالص کا ۔۔ کیونکہ خدا تعالےٰ تنہا، اکیلا، آپ کو رزق پانی، ہوا، اور دوسری بیشمار نعمتیں دے رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (پ۲۰ ع۱)

کہہ (اے پیغمبرؐ!) آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور نہیں جانتے (لوگ) کہ کب (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے"

معبود برحق کو قدرت تامہ رکھنے کے ساتھ علم کامل و محیط کا مالک ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر معبود علم محیط نہ رکھے۔ تو وہ لائق عبادت نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ آیت میں رب لم یزل نے اپنے ایسے علم کا پتہ دیا ہے۔ جو

اس کی ذات کے سوا اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔ اور وہ ہے کل مغیبات کا علم۔ پس علم غیب خاصہ خداوندی ہوا۔ اگر اللہ کے سوا کسی اور کو بھی غیب جاننے والا مانیں گے۔ تو شرک کے مرتکب ہوں گے۔ کہ خاصہ خداوندی میں کسی اور کو شریک کر دیا۔ آیۂ مذکورہ کے الفاظ پر پوری طرح ایمان رکھنا چاہیئے، کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ نہ کوئی فرشتہ، نہ جن نہ انسان۔

غیب کی چابیاں

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ۷ ع۱۳)

اور اُسی (اللہ) کے پاس ہیں چابیاں غیب کی، کوئی نہیں جانتا اُن کو سوائے اُس کے۔ اور جانتا ہے وہ سب جو کچھ جنگلوں اور دریاؤں میں ہے۔ اور جو پتّہ (روئے زمین پر) درخت سے گرتا ہے۔ وہ اس کو (بھی برابر) جانتا ہے۔ اور زمین کے اندھیروں میں بھی کوئی دانہ خشک ہو یا تر وہ بھی اس کے واضح نوشتہ (روشن علم) میں ہے۔"

مغیبات کا علم صرف اللہ کو ہے

اس آیت میں اللہ نے مغیبات کلی کا علم اپنے لئے ثابت کیا ہے۔ کیا شان ہے ربِّ لازوال کی۔ کہ غیب کی کنجیاں اور خزانے اللہ کے پاس ہیں۔ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ اللہ کے سوا کوئی (ولی، بزرگ، پیغمبر، فرشتہ وغیرہ) ان کو نہیں جانتا۔ مسلمانو! ایمان لاؤ اس عقیدہ قرآنی پر — کہ مغیبات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جنگلوں اور دریاؤں میں جو کچھ ہے

شانِ ذوالجلال ملاحظہ ہو۔ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ اور جانتا ہے۔ (عالم الغیب خدا) جو کچھ جنگلوں اور دریاؤں میں ہے۔ کتنا وسیع ہے علم ذات برحق کا۔ اور کتنا کامل ہے علم معبودِ لازوال کا۔

ہر ہر پتّے کا علم اللہ کو ہے

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا اور جو پتّہ بھی کسی درخت سے گرتا ہے۔ اللہ اس کو بھی جانتا ہے۔ اِس شان خداوندی پر قربان ہو ہو جاؤ۔ اور اُسی کو صرف قابلِ عبادت جانو۔ قول۔ فعل اور مال سے اُسی کی پوجا کرو ۔

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق — زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

زمین کے اندھیروں میں دانوں کا جاننے والا

وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ - اور زمین کے اندھیروں میں (پڑے) ہوئے دانے کو جانتا ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ - اور ہر خشک اور تر (اس کے پاس) لوح محفوظ (CLEAR RECORD) میں موجود ہے۔ یعنی اس کے علم کلی میں ہے۔ قربان جاؤ شان لم یزل پر کہ غیب کے خزانوں اور چابیوں کا واحد مالک و مختار، سمندروں اور جنگلوں کی ہر چھوٹی بڑی چیز، تمام درختوں کے پتوں کی تعداد حتیٰ کہ پتے کا گرنا تک، اور زمین کے اندر ہر ہر دانہ، اور ہر رطب و یابس اس کے روشن علم میں ہے۔ کیا شان ہے رب العزت کی۔ کہ کسی کی ایسی شان نہیں ہے!

پس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو غیب دان ماننا، قرآن کے خلاف چلنا ہے۔ اور قرآن کے ارشاد کے خلاف عقیدہ رکھنا آپ ہی فیصلہ کر لیں۔ کہ کتنا برا ہے۔ جبکہ قرآن کے شروع میں ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ کتاب

قرآن ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ پھر جو عقیدہ قرآن پیش کرے۔ اس کو نہ ماننا۔ قرآن پر کیا ایمان لانا ہے؟ کسی بزرگ نے کیا سچ فرمایا ہے۔ ؎

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار
ہر کہ گوئد من بدانم تو ازو باور مدار
مصطفٰے ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل
جبرائیش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

یعنی علم غیب[1] سوائے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ میں جانتا ہوں۔ تو ۔ تُو باور نہ کر۔ (کہ وہ غلط کہتا ہے۔ س ن) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز کچھ نہ فرماتے

---

[1] یاد رہے۔ کہ اسباب، آلات، فنون اور حواس خمسہ سے بعض امور کا پتہ لینا علم غیب نہیں ہے۔ علمِ غیب اسباب و آلات اور فنون۔ سے بلند و بالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا خاصّہ ہے۔ ربّ العزّت بغیر اسباب و ذرائع کے مغیبات کلی جانتا ہے۔ پس جو علم رمل، نجوم، ہاتھ، ریکھا، جفر، سائنسی ذرائع وغیرہ سے حاصل ہو۔ وہ علمِ غیب نہیں ہے۔ اور جو علم وحی سے حاصل ہو۔ وہ بھی علم غیب نہ ہوا۔ کہ خدا نے پیغمبر کو بتایا۔ پیغمبر از خود نہ جانتا تھا۔ چنانچہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور سکھایا تجھ کو جو تو نہ جانتا تھا۔ (پ۵) پس یہ نہ جاننا ہی علم غیب کی نفی ہے۔ ہاں اللہ جتنا چاہے۔ علمِ غیب اپنے پیغمبر کو بتا دیتا ہے۔

تھے۔ جب تک جبرائیل آکر ان کو وحی سے خبر نہ دیتا تھا۔ اور جبرائیل اس وقت تک حضورؐ کو کچھ خبر نہ دیتا تھا۔ جب تک اللہ تعالےٰ جبرائیل کو پیغام دے کر نہ بھیجتا تھا۔"

اللہ ہی عالم الغیب ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ــــ (پ ۲۹ ع ۱۲)

وہ (اللہ) عالم الغیب ہے۔ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ صرف اللہ تعالےٰ ہی عَالِمُ الْغَيْبِ ہے۔ وہی کل غیوب جانتا ہے۔ اُس کے سوا کوئی غیب کا جاننے والا نہیں۔ ہاں عَالِمُ الْغَيْبِ خدا اپنے رسولوں میں سے جس کو جتنا چاہے، غیب بتا دیتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رسُول غیب نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہوتے تو اللہ غیب پر مطلع نہ کرتا۔ تو جو اللہ کے بتانے سے غیب جانے۔ اس کو عَالِمُ الْغَيْبِ نہیں کہتے۔

قرآن نے ایک ہی آیت میں غیب بغیر اللہ کی نفی کرکے پہاڑ کی چٹان کھڑی کر دی ہے۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پیارے رسول! لوگوں کو سنا دے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ ـہ

وہ مرغزار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں
غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دور نہیں

خاصۂ خداوندی میں کوئی شریک نہیں؟

یہ تمام اُمت میں مانی ہوئی بات ہے۔ بلکہ اس پر اجماع ہے کہ علم غیب خاصۂ خداوندی ہے۔ اور خاصہ کہتے ہیں۔ مالا یوجد فی غیرہ۔ جو اُس کے غیر میں نہ پایا جائے۔ اور اگر اس کے غیر میں وہ وصف پایا جائے تو خاصہ نہیں رہتا جب علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہوا۔ تو پھر یہ اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں پایا جانا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بعد کی بزرگ ترین ہستی سے

ع کہ جس سے بڑھ کے پیغمبر نہیں آیا نہیں آیا

ساری اولاد آدم کے سردار جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک سے ان کی ذاتِ اقدس کے متعلق علم غیب کی نفی کرا دی ہے ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی

اِلَیَّ ط (پ ع ۱۱)

(پیارے رسولؐ) کہہ دے! نہیں کہتا ہیں تم کو کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ کہتا ہوں تم کو کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔"

اللہ کے خزانے کسی کے پاس نہیں

یعنی میرے سہارے رسولؐ! لوگوں کو سنا دے۔ کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں ہیں۔ کہ میں ان میں سے تمہیں بیٹے تقسیم کردوں۔ بیٹیاں دوں۔ مال و دولت، رزق، صحت تندرستی، خوش حالی۔ تونگری، فتح، تاج، تخت، اور دیگر نعمتیں بخشوں ـــ اور سنو! کہ میں غیب نہیں جانتا۔ کہ تم کو فردا کی منفعتوں اور مضرتوں سے آگاہ کروں۔ اور تمہارے امور کے انجام کی خبر دوں، اور نہ ہی میں فرشتہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ فرشتوں کی طرح نوری کہلاؤں۔ کیونکہ جنس نور سے نہیں ہوں۔ (ہاں! نورِ ہدایت ضرور ہوں) میری امت! یاد رکھو کہ میں تو وحی کا اتباع کرتا ہوں۔ جو خدا کی طرف سے مجھ پر آتی ہے۔ وحی سے جو باتیں معلوم ہوتی ہیں، وہ کہتا ہوں رہتا ہوں اور بتاتا ہوں ـــ گذشتہ اور آئندہ کی باتیں اگر وحی سے معلوم ہوں ـــ تو وہ بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعا

دیتا ہے۔ وحی بھیج دیتا ہے۔

مختارِ کُل

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ (پ١١ع٩)

کہہ (اے پیغمبر) کون رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے یا کون مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا، اور کون نکالتا ہے زندے کو مردے سے، اور نکالتا ہے مُردے کو زندے سے، اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی۔ پس البتہ کہیں گے (مُشرک) اللہ! پس کہہ آیا ڈرتے نہیں ہو۔"

آسمانوں اور زمین کا اللہ ہی مختار ہے

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ رازق اور داتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا، سمع اور بصر کا مالک و مختار ہے۔ زندے سے مردے اور مردے سے زندے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ ابوجہل مردے سے حضرت عکرمہؓ کو نکالا۔ اور آذر کی نعش سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ کیسی شان والا ہے۔ جو چاہے کرے۔ پوچھا نہیں جا سکتا!

دُنیا وَمَا فِیہَا کا مالک و مختار

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۱۸ ع۵)

تو (ان سے) کہہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ تمام) کس کی ملک ہے؟"

معلوم ہوا۔ کہ تمام زمین اور جو کچھ زمین میں ہے۔ ان سب کا اللہ ہی مالک اور مختار کل ہے۔ جس طرح چاہے۔ تصرف کرے۔

ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک و مختار

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ (پ۱۸ ع۵)

تو (ان سے) کہہ ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ یہ کہدیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے؛ ثابت ہوا۔ کہ ساتوں آسمانوں کا مالک اور مختارِ کُل اللہ ہی ہے۔ اس شان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے۔ ساتوں آسمانوں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ تمام فرشتے، سُورج، چاند، ستارے اور خلا کی ہوا بادل وغیرہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ اختیار میں ہے۔ اس کے

حکم سے تمام نظام چل رہا ہے۔ وہ ذاتِ لم یزل بلا شرکتِ غیرے مدبّر و متصرف ہے!

تمام چیزوں کا قابض و مختار

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۱۸ ع ۵)

تو (ان سے) کہہ وہ کون (ایسا قادر مطلق) ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور کون ہے جو (بھاگے ہوئے کو) پناہ دیتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا"

اللہ کو پوچھنے والا کوئی نہیں!

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود کو مختار کل ثابت کیا ہے۔ غور فرمائیں۔

مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ — کون ہے جس کے قبضے اور اختیار میں ہر چیز ہے؟ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جس کے اختیار میں ہر چیز ہے۔ پھر وہ مُختارِ کُل ہوا! معلوم ہُوا۔ تمام انسان، جن، فرشتے، اور ساتوں آسمانوں کی ساری مخلوق، جنگلوں اور سمندروں کی تمام پیدائش۔ ہر چیز اللہ کے قبضے ہاتھ اور اختیار میں ہے۔ اُس کا حکم، اور تصرف سب میں جاری اور ساری ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ اسے پوچھنے والا

کوئی نہیں۔ لطف آیا مختارِ کل کہلانے کا۔ خود فرماتا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ۔ وہ نہیں پوچھا جا سکتا جو کرے" مزید ارشاد ہوتا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ کر ہی ڈالتا ہے جو چاہتا ہے" نہ صلاح ہے۔ نہ کسی سے مشورہ ہے۔ پیغمبر آرے سے چیرے جائیں۔ کروڑوں درود و سلام سیدالکونین کا دانت شہید ہو جائے سینکڑوں نبیوں کو بنی اسرائیل .... قتل کیے دیں۔ کربلائیں برپا ہوں۔ یونس علیہ السلام کو شکم ماہی کے زنداں میں رکھ دے۔ ایوب صابر علیہ السلام کو ابتلا کی چارپائی پر لٹا دے۔ کسی کیساتھ جو چاہے کرلے۔ مختارِ کل جو ہوا۔!

زبردست قادر و توانا ذات

وَهُوَ یُجِیْرُ ــ اور وہ پناہ دیتا ہے۔ یعنی ہر کسی کے پکڑے کو چھڑا سکتا ہے ــ تمام جن، فرشتے اور انسان مل کر بالفرض اگر کسی کو پکڑ لیں۔ تو خدا چاہے تو چھڑا لے۔ اور اپنی پناہ میں لے لے۔ کیسا زبردست، قادر، توانا اور خلقت پر قاہر ہے۔ کہ کوئی اس کے حضور دم نہیں مار سکتا"

خدا کے مقابلہ میں پناہ نہیں

وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ۔ اور اسکے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ یعنی اگر خدا کسی کو پکڑ لے۔ تو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اسی لئے حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم

نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ، اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہؓ کو فرمایا تھا:۔

"اے فاطمہؓ میری بیٹی! اے صفیہؓ میری پھوپھی! اللہ کے ہاں کام آنے والے عمل کر لو۔ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا ــ میں خدا کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آوں گا۔" (طبقات ابنِ سعد)

یہ ہے شانِ اللہ رب العالمین کی۔ کہ وہ مختارِ کُل یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ہے۔

اللہ کے کلمات اور صفات لاانتہا ہیں

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ط (پ۲۱ ع ۱۲)

اور زمین میں جتنے درخت ہیں۔ اگر (ان سب کے) قلم ہوں۔ اور سمندر (کی سیاہی) کے علاوہ اور سات سمندر اسکی مدد کو سیاہی بن جائیں۔ پھر بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں۔

سات سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے گی

مسلمانو! اللہ کی شان پہچانو ــ اس کی بزرگی، جلال، علم، قدرت اور کلمات پر غور کرو۔ کہ اگر تمام روئے زمین کے

درختوں کے قلم بنائے جائیں۔ اور سارا سمندر سیاہی۔ اور اس سیاہی اور اُن درختوں کے قلموں سے اللہ کی صفتیں، قدرتیں تعریفیں، شانیں، باتیں، کلمات اور تصرفات (تمام جن، انسان اور فرشتے) لکھنے لگیں۔ تو سارے سمندر کی سیاہی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ کی تعریفیں، حمدیں اور باتیں ختم نہ ہوں گی۔ سُنو! اگر اور سات سمندر سیاہی بن جائیں۔ پھر بھی اللہ کے کلمات اور صفات ختم نہ ہوں گی۔ ساتوں سمندر ختم ہو جائیں گے۔ سُبحان ما اعظم شانہٗ!

اللہ کا کوئی ہمسر نہیں

کون ہے ایسا جو اِن صفات میں اللہ کا ہمسر ٹھہرے؟ کوئی نہیں! بھلا فانی مخلوق کی خالق لازوال سے کیا نسبت؟ وہ حیّ و قیوم — سدا زندہ سب کا سہارا — اور کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ — روئے زمین پر جو کچھ ہے۔ سب فنا اور ہلاک ہونے والا ہے۔ جب سب فنا ہو گئے۔ تو ان کی فانی صفتیں، اور تعریفیں بھی ختم ہو گئیں۔

سدا زندہ سب کو تھامنے والی ذات

ایک بڑا بہادر پہلوان ہے رستم ہند۔ رفتہ رفتہ اسکی طاقت بھی ختم ہوتی جائے گی۔ ضعف، کمزوری، بڑھاپا اور پھر موت — کدھر گئی رستمی؟ بڑے بڑے عالم اور مجتہد گذر گئے کہ ان کے علم کے چراغ جلتے تھے۔ مگر اب کی قبریں ہی

— رہ گئی ہیں ۔ اور بعض کی قبروں کا نشان بھی نہیں ملتا۔ بڑے بڑے حسین اور ماہِ جبیں دُنیا میں آئے ۔ کہ شعراء ان کی آنکھوں ، پیشانیوں ، ہونٹوں ، گالوں ، چہروں ، بالوں۔ چال ، رفتار ، گفتار ، آواز ، ان کی ہر ہر ادا اور حرکت کی تعریفیں کرکے تھک گئے ۔ اور کئی دیوان لکھ گئے ، لیکن ان — پری پیکروں ، حورؤشوں پر وقت آیا۔ کہ نہ وہ حُسن رہا۔ نہ صباحت اور ملاحت رہی ۔ نہ غمزہ خون ریز رہا۔ نہ ہوشربا ناز رہا۔ نظر کمزور ہو گئی ۔ شنوائی جاتی رہی ۔ بالوں کا نکھار گیا۔ چہرہ ہے کہ کارٹون نظر آتا ہے ۔ ضعف اور کمزوری اور طرح طرح کے امراض نے ڈراونی صورت بنا دی ۔ وہ موت آئی ۔ اور سپردِ خاک کر گئی ۔ کس کس کا ذکر کریں ۔ کوئی ہے جو موت اور فنا سے بچا؟ ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر — کہاں گئے ؟ سوائے چند ایک کے — ان کی قبروں کے نشان بھی نہ رہے ۔ اللہ کا ان سب پر درود و سلام ہو ! پھر ضعف ، بیماری ، کمزوری ، زوال۔ نقصان ، احتیاج اور ہر ہر عیب سے پاک ۔ منزہ اور نہ مرنے مٹنے والی — سدا زندہ سب کو تھامنے والی ۔ ازلی ابدی شان کی مالک ذات صرف اللہ ربّ العالمین ہے کہ اس کی باتیں ۔ حمدیں ۔ تعریفیں ، شانیں ، اس کا ذکر پاک اور کلمات لا فانی اور لا انتہا ہیں ۔ !

عبادت کے لائق شانیں اور صفتیں!

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ (پ۲۰ع۱)

(بولو!) کون ہے جس نے آسمان بنائے اور زمین بنائی — اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارتا ہے۔ پھر اس پانی کیساتھ خوشنما (گھنے) باغ اگاتا ہے۔ جن کے درخت اگانے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔ ہے کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ کج رو ہیں"

یہ ہے لائق عبادت خدا

معلوم ہوا۔ کہ معبود برحق۔ قولی، بدنی، مالی عبادت کے لائق وہ ذات ہے۔ جس نے ساتوں آسمان بنائے۔ اور ساتوں آسمانوں کی مخلوق بنائی۔ سورج چاند، ستارے، ہوا، پانی، بادل، کل فرشتے۔ پھر بارش سے خوشنما، رونق والے گھنے باغ اگائے۔ بلیشمار قسم کے پھلوں سے لدے ہوئے درخت پیدا کئے۔ ان پھلوں کے رنگ جُدا، خوشبو جدا، ذائقہ جدا، تاثیریں جُدا۔ یہ ہے لائق عبادت خُدا! مشکلکشا، اور حاجت روا! جب اللہ کے سوا کسی میں یہ کام

کرنے کی قدرت نہیں۔ تو پھر اس کی عبادت میں شراکت کیسی

زمین کو ٹھہرانیوالا دریاؤں اور پہاڑوں کا بنانیوالا

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۰ ع۱)

(بولو!) بھلا کس نے زمین کو ٹھکانا بنایا۔ اور اس کے درمیان نہریں جاری کیں۔ اور اس پر بڑے بڑے پہاڑ بنائے اور درمیان سمندروں (میٹھے اور کھاری) کے روک کی۔ کیا کوئی معبود اللہ کے سوا اور بھی ہے؟ (نہیں) بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔"

ہے کوئی اِن صفتوں والا؟

رکوع، سجود، قیام، حج، زکوٰۃ، صدقات خیرات، نذر نیاز — (مافوق الاسباب طور پر) دُعا، پکار، ندا، استمداد — سب عبادتیں ہیں۔ ان عبادتوں کے لائق صرف معبودِ برحق یعنی اللہ تعالےٰ ہے۔ وہ کون ہے؟ وہ — وہ ذات لم یزل ہے۔ کہ جس نے زمین کو پانی پر بچھا کر نبیوں، ولیوں، بزرگوں، صالحوں، اور سب انسانوں کے لئے ٹھکانا، مستقر بنایا۔ کہ خدا کی عبادت کے لئے موت کے وقت تک اس قرار گاہ پر آرام کرو! ہاں! مذکورہ عبادات کے لائق وہ ذات ہے۔ کہ جس نے اس قرار گاہ — زمین میں

دریا اور نہریں جاری کیں۔ تمہارے نفع اور فائدہ کے لئے۔ اور زمین پر بڑے بڑے پہاڑ بنائے۔ جن کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں۔ جس نے دو سمندروں کے درمیان روک کر دی۔ کہ کھارا پانی اور میٹھا پانی آپس میں نہ مل جائیں۔ یہ کمالِ شانِ خداوندی ہے۔ کہ پانی زمین کے نیچے ایک ہی ہے۔ کسی جگہ سے کنواں کھودو۔ تو پانی کھاری ہے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کنواں نکالو۔ تو پانی میٹھا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ بتاؤ وہ کون ذات ہے۔ جو اس کھاری پانی اور میٹھے پانی کو آپس میں ملنے نہیں دیتی۔ یا جس نے دو پانیوں کے درمیان روک کر رکھی ہے؟ بس یہی پاک ذات، ان صفات، اور قدرتوں والا پروردگار ہر قسم کی عبادت کے لائق بلا شرکت غیرے ہے۔ عبادت تو اللہ کی مشرکین مکہ بھی کرتے تھے لیکن عبادت خالص نہیں کرتے تھے۔ ان کی عبادت شرک آمیز تھی۔ خدا تعالیٰ مذکورہ آیات میں یہی فرما رہا ہے۔ کہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ یعنی نہیں ہے جب کوئی معبود اس کے ساتھ نہیں ہے۔ تو پھر عبادت میں اس کے ساتھ کوئی شریک کیوں ہو؟

رزق اس کا کھاؤ۔ پانی اس کا پیؤ۔ ہوا اس کی استعمال کرکے جیو۔ اور بیشمار نعمتیں اور ضروریاتِ زندگی اسی واحد القہار کی برتو۔ تو پھر ہر عبادت کا کام بھی اسی کے لئے کرو۔ غیر اللہ

کے لئے اس کام کو حرام سمجھو۔

لالہ و گل، سرو و سمن نسیم و نکہت
کون گلشن میں ہے جو آپکا غماز نہیں

عاجزوں کی دعاء کون قبول کرتا ہے؟

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ۲۰ع۱)

(بولو!) بھلا کون ہے جو عاجزوں کی دُعا قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتے ہیں؟ اور (پھر) وہ تکلیف دُور کر دیتا ہے۔ اور (کون) تم کو زمین میں خلیفے (بادشاہ) بناتا ہے؟ آیا ہے کوئی معبود اللہ کے ساتھ اور بھی؟ (جو یہ کام کرتا ہے) تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا کر شرک کے عقیدے کی اصلاح کی ہے۔ کہ عاجزوں، لاچاروں، کی دُعاؤں کو اللہ کے سوا کوئی قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اور ان لاچاروں کے دُکھ، درد اور مصائب دور کرنے والا بھی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں! اللہ سوال کرتا ہے۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی اِلٰہ ـــ یعنی دُعاؤں کا سننے والا۔ اور مصائب، دُور کرنے والا ہے؟ جس کا جواب مشرکین مکہ بھی

اثبات میں نہ دے سکے۔ کہ ہاں کوئی ہے۔ ثابت ہوا کہ اللہ کی بات بڑی سچی ہے، کہ نہ لاچاروں کی آہ و فغاں (مافوق الاسباب طور پر) کوئی سننے والا، قبول کرنے والا ہے۔ اور نہ ہی دُکھ دُور کرنے والا ہے۔ پس عاجزوں، لاچاروں کے دکھڑے سننا، ان کو قبول کرنا، اور ان کی تکلیفوں کو دُور کرنا — یہ صرف اللہ رب العالمین کی شان ہے — کوئی غیر اللہ اس کی اس شان میں شریک نہیں ؎

اگر آلودۂ احرام غیری
ہمہ گر کعبہ باشی ننگِ دیری

اللہ کیساتھ کوئی الٰہ نہیں

مسلمان بھائیو! یاد رکھو۔ کبھی مافوق الاسباب طور پر کسی غیر اللہ کو نہ پکارنا، نہ اپنے دُکھ درد سنانا۔ نہ حاجتوں اور مشکلوں میں آواز دینا۔ کہ خدا نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ کوئی اِلٰہ نہیں ہے۔ جو تمہاری دُعائیں اور التجائیں سنے۔ قبول کرے اور دُکھ ہٹائے ؎

ع سب ترے دامن و دولت کا پتہ دیتے ہیں!

بحر و بر کے اندھیروں میں رہنمائی کرنے والا

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ

الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (پ۲۰ ع۱)

(بولو!) بھلا کون تم کو بحر و بر کے اندھیروں میں راہنمائی کرتا ہے۔ اور کون اپنی رحمت (یعنی بارش) سے قبل ہواؤں کو بشارت دینے کے لئے بھیجتا ہے؟ کیا کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ (نہیں — پھر) اللہ اُن کے شرک سے بہت اُونچا ہے"

اس آیت میں اللہ اپنی شان اور قدرت دکھاتا ہے۔ کہ جنگلوں، دریاؤں اور سمندروں کے اندھیروں میں صرف اللہ ہی تمھاری رہنمائی کرتا ہے۔ عالم الغیب، دُور اور نزدیک سے یکساں سننے اور دیکھنے والا۔ سمیع و بصیر، قادر و توانا، رازق و رقیب اور مالک و مختار۔ اللہ ہی بحر و بّر کی تاریکیوں میں کھوئے ہوئے انسان کو راہ پر لا سکتا ہے۔

اور بارانِ رحمت کی بشارت دینے والی ہواؤں کو بھی صرف اللہ ہی بھیجتا ہے۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ — کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ یعنی بحر و بّر کی تاریکیوں میں نجات دینے، اور بارش نازل کرنے والا ہے؟ کوئی نہیں! پھر غیر اللہ کو مصائب و حوائج کے اندھیروں میں پکارنے اور انہیں داتا ماننے والو! تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اللہ تعالےٰ بلند ہے اس بات سے

کہ اس کے ساتھ کوئی اور اِلٰہ بنایا جائے ؎

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے!
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

اللہ تعالےٰ تمہارا رازق اور داتا ہے

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (پ۲۰ ع۱)

(یوں!) بھلا کون ہے جو پہلی بار کرتا ہے۔ پیدائش، پھر دوبارہ کرے گا اس کو۔ اور کون رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ لاؤ تم دلیل اپنی اگر تم سچے ہو"

معبود برحق کی پہچان کرائی گئی ہے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ اللہ ہی لائق عبادت بلا شرکت ہے۔ جو آسمان سے بارش اتار کر اور زمین سے اناج اگا کر تم کو رزق دیتا ہے۔ جو کھا کر جیتے ہو۔ اگر اللہ تمہارا رزق بند کرلے۔ تو کوئی پیغمبر، فرشتہ جن وغیرہ تم کو رزق نہ دے سکے گا۔ یہ ہے شان اللہ کی۔ کہ وہ تمہارا داتا ہے۔ اس نے خلقت کو پہلی بار وجود بخشا اور وہی ان کو پیوند ارض کریگا۔ اور پھر اٹھائے

گا۔ یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا۔ شناخت کر لو اس کو!

عبادت کے لائق وہ ہے جو تم کو موت دیتا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۱ ع ۱۶)

کہہ اے پیغمبرؐ! لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں ہو۔ تو (سن لو کہ) میں تمہیں عبادت کرتا ان لوگوں کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ ہاں میں اللہ (اکیلے) کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہیں موت دیتا ہے۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں۔ کہ ایمان والوں میں سے بنوں"

موت و حیات کا مالک و مختار

اس آیت میں خدا کی خاص شان بیان ہوئی ہے۔ کہ عبادت۔ قولی، بدنی، مالی (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ صدقات، خیرات، نذر، نیاز، سجود، اعتکاف، قیام، دعا، پکار، ندا، استمداد، استعانت، منزہ از ہمہ اقسام شرک) اس خدائے لایزال کے لئے ہے۔ جو تم کو مارتا ہے۔ جس کے قبضے میں تمہاری جان ہے۔ جو تمہیں موت کی نیند سلاتا اور قبر میں پہنچاتا ہے۔ یہ اللہ

مارنے والا ، جان لینے والا ، روح قبض کرنے والا خالص عبادت کا حق دار ہے۔ خبردار! مصائب و حوائج میں (مافوق الاسباب طور پر) اسی کو پکارنا جس کے ہاتھ میں تمہاری زندگی اور موت ہے۔ جس کے قبضے میں تمہاری جانیں ہیں۔ یہ شان ہے رب العزت کی۔ کہ موت و حیات کا مالک و مختار ہے۔

اللہ چاہے تو دنیا و مافیہا کو نیست و نابود کر دے!

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ ۶ ع ۷)

" البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں مسیح ابن مریم وہی خدا ہے۔ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم کو ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں۔ سب کو ہلاک کرنا چاہے۔ تو ایسا کون ہے۔ جس کا خدا کے آگے کچھ بھی زور چلتا ہو۔ اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب پر اللہ ہی

کی حکومت ہے ۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

عیسائی کہتے ہیں ۔ کہ مسیح ابن مریم خدا ہے ۔ اللہ واحد القہار کہتا ہے ۔ کہ اگر خدا چاہتا تو مسیح ابن مریم، اسکی والدہ اور سارے جہان کو ہلاک کر دیتا ۔ اے پیغمبر! ان لوگوں سے پوچھ کہ کون خدا کو ایسا کرنے سے روک سکتا ہے ؟ کس کا اللہ پر زور چلتا ہے ؟ بیشک اللہ مالک اور مختار کل ہے ۔ جو چاہے ۔ کرے ۔ نہ کوئی اسے روک سکتا ہے ۔ نہ کوئی اس کے ارادے اور منشا میں دخل دے سکتا ہے ۔ وہ صاحب جلال و جبروت ہے ۔ اس پر کسی کی نہیں چل سکتی ۔ تمام انسان ، انبیاء ، فرشتے اور جن اس سے تھر تھر کانپتے ہیں ۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے ۔ اور ہر چیز پر قادر ہے !

اللہ بندوں کی دعائیں بالراست سنتا اور قبول کرتا ہے

مشرکین مکہ کا یہ پرانا عقیدہ چلا آ رہا ہے ۔ کہ اللہ گنہ گار بندوں کی دعاؤں کو قبول نہیں کرتا ۔ کیونکہ وہ ان پر ناراض ہوتا ہے ۔ اس لئے خدا کے پیاروں ، اور بزرگوں کی روحوں، کے توسل سے اس کے آگے دعا کرنی چاہیئے ۔ جب تک

بزرگ سفارش نہ کریں۔ خدا نہیں مانتا۔ چنانچہ وہ کہتے۔

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط (پ۱۱ ع۷)

یہ لات و عزیٰ وغیرہ) سفارش کرنے والے ہیں ہماری اللہ کے پاس۔"

اللہ تعالیٰ اِسی آیت میں آگے اُن کے اِس غلط عقیدہ کی تردید کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (پ۱۱ ع۷)

(اے پیغمبرؐ!) کہہ (ان لوگوں سے) کیا خبر دیتے ہو تم اللہ کو اُس چیز کی کہ نہیں جانتا وہ (اُس کو) آسمانوں میں، اور نہ زمین میں پاک ہے وہ (سفارشی رکھنے سے) اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں۔"

سفارشی اللہ کے علم میں نہیں ہے

یعنی تم جو کہتے ہو۔ کہ یہ (لات ومنات عزیٰ وغیرہ) اللہ کے

لہ لات عرب میں ایک نیک آدمی تھا۔ حج کے زمانہ میں لوگوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا۔ بڑا مہمان نواز تھا۔ مرنے کے بعد لوگوں نے اسے دفن کر کے اسکی یادگار بنائی۔ اس کا بُت بنا کر ہیکل میں رکھ دیا۔ اور مصائب وحوائج میں اس کے حضور آکر نذر نیاز دیکر عرض کرتے۔ ہم گنہگار بدکار ہیں۔ آپؐ خدا کے پیارے ہیں۔ ہماری عرض آپکے آگے ہے آپ اللہ کے آگے پیش کر کے سفارش کریں۔ کہ وہ ہماری مُشکل حل کر دے۔ مصیبت دُور کرے!

پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ خبردار! اس گندے عقیدے سے توبہ کرو۔ باز آؤ اِس خام خیالی سے! کہ (نیک بندے) اللہ کے پاس سفارشی ہیں۔ کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو۔ یعنی سفارشی کی۔ حالانکہ سفارشی خدا کے علم میں ہی نہیں۔ نہ سفارشی آسمانوں میں ہے۔ نہ زمین میں۔ یعنی سفارشی خدا کے دربار میں ہے ہی نہیں۔ پھر تم کتنے نادان ہو۔ جو کہتے ہو۔ کہ یہ لوگ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ خبردار! سُبْحَانَہٗ! اللہ تعالےٰ سفارشی رکھنے سے پاک ہے۔ وَتَعَالیٰ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں یعنی سفارشی ماننا اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرنا ہے۔

دُعا کرو میرے آگے قبول کرونگا میں

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (پ۲۴ ع۱۱)

اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے۔ دُعا کرو مجھ سے قبول کروں گا واسطے تمہارے۔"

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو عام اجازت دی ہے۔ کہ مجھ سے دُعا کرو۔ اپنی حاجتیں مانگو۔ دُکھوں، دردوں، کربوں، بلاؤں، مصیبتوں، مشکلوں، پریشانیوں لاچاریوں، اضطرابوں میں مجھے پکارو۔ مجھ سے مانگو، میرے آگے روؤ۔ گڑگڑاؤ۔ عاجزی کرو۔ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ میں تمہاری

پکاروں ، دعاؤں کو بالراست قبول کروں گا۔

بخشش گنہگاروں کیلئے ہے

یہ خیال کرنا کہ میں گنہگار ہوں - میری دُعا کیونکر قبول ہوگی۔ یاد رہے ۔ کہ بندہ گنہگار جب سچے دل سے توبہ کرکے اس کی جناب میں روتا ہے ۔ گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ اور اس کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے ۔ تو غفور و رحیم خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی بخشش تو ہے ہی گنہگاروں ، پاپیوں کے لئے۔ امیر مینائی کہتے ہیں۔

؎ بے گناہوں میں چلا زاہد جو اس کو ڈھونڈنے
مغفرت بولی اِدھر آ میں گنہگاروں میں ہوں

قاآنی شیرازی کیسے خوبصورت پیرائے میں بخشش مانگتے ہیں؎

شرمندہ از انیم کہ در دارِ مکافات
اندر خورِ عفوِ تو نہ کردیم گناہے!

مولا! مَیں اس بات سے شرمندہ ہوں ۔ کہ اس دُنیا میں مجھ سے تیری بخشش کی شان کے لائق گناہ نہیں ہوا۔ یعنی اگرچہ میں بڑا ہی گنہ گار ہوں۔ تیرے دربار میں گناہوں کے پہاڑ لے کے آیا ہوں۔ لیکن تیری بخشش اتنی بڑی ، اتنی وسیع ہے کہ اس کے سامنے میرے یہ گناہ کوئی چیز نہیں۔ بالکل ایسے ہی ہیں۔ جیسے پربت کے آگے رائی۔ پیارے مولا! مجھے

بخش دے۔ معاف کر دے۔

غرض — ہر غیر نبی گنہگار ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ خدا کے احکام بجا لائے۔ اور اس سے براہِ راست دُعا مانگے۔ اور یہ عقیدہ نہ رکھے۔ کہ اللہ کے پاس سفارشی ہیں۔ کہ یہ توہین ہے۔ اللہ واحد القہار کی۔ کہ سفارشی منافی ہے اُسکی شان کے!

وہ اللہ پاک عالم الغیب ہے۔ سمیع و بصیر ہے۔ اپنے بندوں کا خالق ہے۔ سب کی نیتیں جانتا ہے۔ ضرورتوں اور حاجتوں سے واقف ہے۔ سینوں کی باتوں سے آگاہ ہے۔ اِس لئے اسے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان کِسی سفارشی کی ضرورت نہیں۔ کوئی GO-BETWEEN گو بیٹوین درکار نہیں۔ اور نہ ہے۔

اللہ رگِ جان سے بہت قریب ہے

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ ۲۶ ع ۱۶)

AND WE ARE NEARER TO HIM THAN HIS JUGULAR VEIN

اور ہم بہت نزدیک ہیں طرف اس کی رگِ جان سے۔"

یعنی ہم اپنے بندے کی شاہِ رگ سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں۔ قربان جاؤ سمیع و بصیر خدا پر۔ کہ وہ ہماری رگِ جان سے بھی زیادہ ہمارے نزدیک ہے۔ پھر پکارو

اس کو۔ وہ قبول کرے گا۔

اللہ سب کی سنتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ہ (پ۲ ع۷)

اور جب سوال کریں۔ تجھ سے میرے بارے میں میرے بندے۔ تو (ان کو کہہ دو کہ) میں قریب ہوں۔ جب کوئی ہم سے دُعا کرتا ہے۔ تو ہم دعا کرنے والے کی دُعا کو قبول کرتے ہیں۔ تو ان کو چاہیئے۔ کہ ہمارا حکم (بھی) مانیں۔ اور ہم پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ بھلائی پائیں "

کتنی محبت سے خدا فرماتا ہے۔ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں۔ تو میری طرف سے میرے بندوں کو کہہ دے۔ کہ میں (اللہ) اپنے بندوں سے قریب ہوں۔ میرے آگے دُعا کریں۔ میں قبول کروں گا۔ پس یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ کہ وہ اپنے لاچار، مضطر، اور بے بس بندوں کی دُعا و پکار کو مافوق الاسباب طور سے سنتا ہے۔ قبول کرتا اور شبِ غم کو صبحِ فرح میں تبدیل کر دیتا ہے۔

* * * * *

تمام اہلِ آسمان اور اہلِ زمین اللہ کے غلام ہیں

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ
عَبْدًا ۝ (پ ۱۶ ع ۹)

THERE IS NONE IN THE HEAVENS AND THE EARTH BUT COMETH UNTO THE BENEFICIENT AS A SLAVE.

نہیں ہے کوئی شخص آسمانوں میں اور زمین میں مگر آتا ہے رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر۔"

اس سے ثابت ہوا۔ کہ تمام جنّ، فرشتے اور انسان سب اللہ کے غلام (SLAVE) ہیں۔ انسانوں میں سب سے بڑے مرتبے کے انسان اللہ کے پیغمبر ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کے غلام ہی ہیں۔ اور غلاموں پر کبھی ایسا وقت نہیں آ سکتا۔ کہ وہ اپنے مالک کے اختیارات اور قدرتوں میں شریک ہوں۔ غلام غلام ہی ہے۔ اور مالک، مالک ہے۔ ہاں جو غلام جتنا زیادہ مالک کا تابع اور حکم بردار ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ مالک کو زیادہ پیارا ہوتا۔ سب سے بڑھ کر پیغمبر، خدا کے مطیع اور

اور تابع ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا کے ہاں سب سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔ پس یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ کہ ہر کوئی اُس کے حضور غلام ہے!

معبود کے مقام کا خیال

وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝ (پ ۱۷ ع ۲)

AND ONE OF THEM WHO SHOULD SAY

LO! I AM A GOD BESIDE HIM, THAT

ONE WE SHOULD REPAY WITH HELL.—

THUS WE REPAY WRONG-DOERS.

اور جو کوئی کہے ان (غلاموں) میں سے تحقیق میں معبود ہوں ورے اس سے، پس وہ شخص (سن لے) جزا دیتے ہیں ہم اس کو دوزخ — اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم ظالموں کو۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو طاقتیں، قدرتیں، صفتیں، تصرفات اور اختیارات اللہ مالک الملک کے ہیں۔ اگر کوئی غلام ان میں سے کسی طاقت، قدرت، صفت، تصرف اور اختیار کا دعویٰ کرے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔ اس ظالم کو دوزخ میں ڈالیں گے!

مالک اور غلام میں فرق چاہیئے

اگر کوئی شخص کسی پیغمبر، ولی بزرگ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ مافوق الاسباب طور پر اپنے مرید کی باتیں سنتا ہے۔ اسے دیکھتا ہے۔ اس کے حالات جانتا ہے۔ اُس کی مشکل حل کر سکتا ہے۔ اور آئی بلا ٹال سکتا ہے۔ تو اُس نادان نے اللہ سے ورے معبود بنایا۔ اور مذکورہ آیت کی زد میں آگیا۔

ایسے ہی اگر کوئی زندہ بزرگ صفات مذکور کا دعوٰے کرے۔ یا اپنے کسی معتقد سے یہ صفات سُن کر خاموش رہے اسے منع نہ کرے۔ تو وہ بھی معتقد کے انجام سے دو چار ہو گیا۔ اللہ کی شان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اس کا مثیل نہ بنایا جائے۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ "پس بہت بلند ہے اللہ بادشاہ حق۔ نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے۔ پروردگار ہے عرش کرامت والے کا۔" (پ ۱۸)

اللہ تعالے کارساز ہے!

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥ (پ ع ۸)

اے پیغمبرؐ! ان لوگوں سے پوچھو۔ کہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ کیا اس کے سوا (کسی اور کو) اپنا کارساز بناؤں ؟ اور وہ تو (سب کو) روزی دیتا ہے۔ اور کوئی اس کو روزی نہیں دیتا۔ (کیونکہ وہ پاک اور بے نیاز ہے) کہو (ان کو) کہ مجھ کو تو یہ حکم ملا ہے۔ کہ سب سے پہلے میں (خدا کا) فرمانبردار بنوں۔ اور اس نے مجھے فرمایا ہے۔ کہ (خبردار) مشرکوں میں (شامل) نہ ہونا"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں اور زمین کے فاطر خدا کو اپنا کارساز مانا ہے۔ اور غیر اللہ کی کارسازی کا انکار کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی چارہ ساز اور کارساز PROTECTING (FRIEND) نہیں ہے۔ یہی عقیدہ ہر مسلمان کا ہونا چاہیئے!

اللہ حاجت روا اور مشکل کشا ہے

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ ایک دوسرے سے مل جل کر زندگی گزارتا ہے۔ اسباب و ذرائع سے ایک دوسرے

کی مدد کرتا ہے۔ ٹھیک ــــ یہی حکم ہے خدا تعالٰے کا ــــ تَعَاوَنُوْا عَلَے الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ تعاون کرو۔ یعنی بھوکے کو کھلاؤ۔ ننگے کو پہناؤ۔ مفلس، مقروض، بیمار، تنگ دست، مصیبت زدہ کی حتی الوسع مدد کرو۔ مولانا حالی ان ہی معنوں میں فرماتے ہیں۔ ؎

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دُنیا میں انساں کے انساں

مدنی الطبع انسان کا ایک دوسرے کی مدد کرنا، اسباب و ذرائع سے ہی ہو سکتا ہے۔ روپیہ، آٹا، کپڑا، ادویہ، بدنی طاقت قوت وغیرہ سے انسان دوسرے انسان کی ہمدردی کرتا ہے۔

لیکن بعض حالات ایسے درپیش آتے ہیں ــ کہ وہاں اسباب فیل ہو جاتے ہیں۔ اور ذرائع جواب دے جاتے ہیں انسان کا کچھ بس نہیں چلتا۔ لاچار اور بے بس ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے۔ کہ ایسی بے بسی، لاچاری میں سوائے خدائے کارساز کے کوئی کام نہیں آ سکتا۔ مثلاً بیمار کے علاج میں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیا جائے۔ تمام اطباء

اور ڈاکٹر جواب دے دیں۔ اب اللہ ہی ہے۔ کہ اس کو پکارا جائے۔ کیونکہ فوق الاسباب طور پہ کام آنے والی صرف وہی ذات لم یزل ہے۔

ایک شخص دریا میں بہ رہا ہے۔ کنارے پر لوگ کھڑے ہیں۔ ڈوبنے والا کہہ سکتا ہے۔ کہ بھائیو! میری مدد کرو۔ کیونکہ وہ مدد کرنے پر بالاسباب قادر ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اندھیری رات کے وقت دریا میں ڈوب رہا ہو۔ اب صرف اللہ ہی ہے۔ کہ جس کو پکارا جائے۔ اگر ایسے وقت اللہ کے سوا کسی اور بزرگ ولی کا نام لے کر پکارے گا۔ تو اُس نے اسے اللہ سے ورے معبود بنا لیا یہ پکار ناجائز بلکہ شرک ہے۔ فوق الاسباب طور پر ایسی ہی پکاروں اور نداؤں کو اللہ نے قرآن میں منع کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

فوق الاسباب پکار

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؀

(پ ۹ ع ۱۴)

تحقیق جن کو پکارتے ہو (مصیبتوں میں) سوائے

اللہ کے (وہ) بندے ہیں مانند تمہارے۔ (اچھا) تو
اُن کو بُلا بُلا دیکھو۔ پس اگر تم (دعویٰ شرک
میں) سچے ہو۔ تو وہ تمہاری مدد کو پہنچیں"

مطلب یہ ہے کہ جن کو حاجتوں، مشکلوں، مصیبتوں میں فوق الاسباب طور سے پکارتے ہو۔ وہ بھی تو تم جیسے بندے ہی ہیں۔ خُدا تو نہیں ہیں۔ پھر کس طرح وہ تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی کریں؟ یہ کام تو اللہ کا ہے اس سے لو۔ اللہ کے بندے خدا والا کام نہیں کر سکتے۔! شفا، اولاد، رزق، فراخی، فتح وغیرہ اللہ کے پاس ہیں۔ ایسے ہی غم، دُکھ، بیماری، کرب، بے چینی، بیماری، فقر، فاقہ، اور مصائب کے جھگڑے سب کا دُور کرنا اللہ کے بس میں ہے اللہ کے بندوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو۔ (کہ یہ بندے حاجت روا، اور مشکل کشا ہیں۔) تو ان کو بُلا دیکھو۔ پھر چاہیئے ـــ کہ وہ تمہاری مدد کو پہنچیں ـــ! پر نہیں پہنچ سکتے۔ جب خُدا کہتا ہے۔ کہ مدد کو پہنچ نہیں سکتے۔ تو پھر یہ عقیدہ باطل ہُوا۔ اور اسباب سے بالا بالا مدد کو پہنچنا شانِ خداوندی ٹھہری!

مکھی کے مُنہ سے چھڑا نہیں سکتے

یَاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ (پ ۱۷ ع ۱۷)

لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ تو اس کو کان لگا کر سنو۔ کہ خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو (وہ) ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ اس کے لئے (سب) اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے، تو اس کو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ کیسا بودا ہے طالب اور کیسا بودا ہے مطلوب۔"

شرک چونکہ خدا تعالےٰ کی شان کے منافی ہے۔ اس لئے قرآن نے اس کی بیخ کنی کر کے رکھ دی ہے۔ کہ جس غیر اللہ کو جو بھی پکارتا ہے۔ وہ اتنا عاجز اور بے بس ہے کہ نہ مکھی بنا سکے۔ اور نہ مکھی کے منہ سے کچھ چھڑا سکے۔ پھر کتنا بودا اور کمزور ہے پکارنے والا، اور کتنا بودا اور کمزور ہے پکارا گیا۔ پکارنے والے نے اللہ کا در چھوڑ کر ضمیر سیاہ کیا۔ اور مطلوب نے اپنی بے بسی سے ثابت کر دیا۔ کہ مصائب و حوائج میں سوائے اللہ تعالےٰ

کے کوئی کام آنے والا نہیں ہے ۔

ترا تبسّم رنگین ہو اور بھی شاداب!
یہی بس ایک سہارا ہے چشمِ تر کے لئے
(ماہر القادری)

کوئی نافع وضار نہیں

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِيْنَ ○ (پ۱۱ع۱۶)

اور مت پکار سوائے اللہ کے اس چیز کو جو نہ نفع دے تجھ کو، اور نہ ضرر دے تجھ کو۔ پس اگر کیا تم نے (ایسا) پس تحقیق تو اُس وقت ظالموں سے ہے۔"

فوق الاسباب طور پر — غیر اللہ کی پکار سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ بقول قرآن کوئی غیر اللہ نہ نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور نہ ضرر کا۔ یہ صرف اللہ ہی کا کام ہے۔ کہ نفع اور ضرر پر قادر و مختار ہے —! 08679

اللہ کے سوا کوئی مشکل کُشا ہے؟

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ ج

وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ط يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ (پ ۱۱ ع ۱۶)

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو اُس کے سوا کوئی بھی اُسے ہٹانے والا نہیں۔ اور اگر وہ تیرے حق میں بہتری چاہے۔ تو اُس کے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے، فضل پہنچا دیتا ہے، اور وہ بخشنے والا مہربان ہے"

اس آیت میں اللہ نے صاف فرمایا ہے۔ کہ اے میرے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو اُس کے سوا کوئی اس تکلیف کو ہٹانے والا نہیں ہے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں — ایک یہ کہ تکالیف اور مصائب اللہ کی طرف سے آتی ہیں — اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی۔ کہ مشکل کشا اور حاجت روا اللہ ہی ہے۔ جب حضرت انورؐ خدا کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو خود اپنی ذات سے ہٹانے پر قادر نہیں ہیں۔ تو اور کوئی امت میں سے کس طرح دافع ضرر یا مشکل کشا ہو سکتا ہے!

پھر فرمایا۔ کہ اے میرے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم)

اگر اللہ تیرے حق میں بہتری چاہے۔ کوئی بھلائی، خیر پہنچائے۔ (مال، دولت، صحت، اولاد، فتح، خوشحالی وغیرہ) تو اللہ کے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔ پس یہ شانِ خداوندی ہے۔ کہ اس کی منع کے جلوہیں۔ کوئی معطی نہیں۔ اور اس کی عطا کے مقابلہ میں کوئی مانع نہیں۔ اس قرآنی عقیدہ کی جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجمانی کی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

(مشکوٰۃ شریف)

اے اللہ ہمارے! نہیں کوئی منع کرنے والا اس چیز کا کہ عطا کی تو نے۔ اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کا جو روکی تو نے۔ اور نفع نہیں دیتی دولت مند کو تیرے عذاب سے دولت۔"

بندوں کے گناہ اللہ بخشتا ہے

یہ اللہ تعالےٰ ہی کی شان ہے۔ کہ وہ غفور و رحیم ہے

بندوں کے گناہ بخشتا ہے۔ اور توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم (حدیث قدسی میں فرماتے ہیں :-

"اللہ فرماتا ہے۔ اے آدم کے بیٹے! تحقیق تو نے دُعا کی مجھ سے اور امید رکھی مجھ سے — (سن) میں نے بخش دیئے تیرے (گناہ) جو تجھ میں تھے۔ اور مجھ کو کچھ پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے! اگر پہنچیں گے گناہ تیرے آسمان کی بدلی تک، پھر بخشش مانگے تو مجھ سے، بخش دُوں گا میں تجھ کو۔ اور مجھ کو کچھ پروا نہیں۔ اے آدم کے بیٹے! اگر ملے تو مجھ سے زمین بھر گناہ لے کر، پھر ملے تو مجھ سے (اس حال میں) کہ نہ شریک کیا ہو تو نے ساتھ میرے کسی چیز کو — البتہ آؤں گا میں پاس تیرے زمین بھر بخشش لے کر۔" (مشکوٰۃ شریف)

خُداوندا!

ہمارے گناہوں کو بخش۔ ہمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا کر۔ اپنی معرفت عطا کر! اپنی توحید ہماری ہڈیوں میں

رچا۔ اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت اور اطاعت ہمارے خون میں جاری فرما۔ ہمیں
توفیق دے۔ کہ زندگی تیری مرضی کے عین مطابق گزاریں!

رَبَّنَا
ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ● رَبَّنَآ
اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ● وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ ● بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ●

زندگی کہتی ہے غافل میں فنا کا باب ہوں
چھیڑتے ہیں سازِ غم جس سے میں وہ مضراب ہوں
عافیت سے دُور رکھتی ہوں اذیت سے قریب
منتشر بادل کا سایہ ہوں پریشاں خواب ہوں

جوش

۹۹...سی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

Al-Shad Printing Press LHR.